



گامیابی

تصور اور اصول



مولانا مفتی محمد ایاز صاحب

رئیس جامعہ تبلیغ القرآن یوسف آباد بنساور



گامیابی تصور اور اصول

کامیابی تصور اور اصول

ابومعاویہ مولانا مفتی محمد ایاز حفظہ اللہ

العلم پبلیکیشنز محلہ جنگی پشاور

091-2590315

فہرست مضامین

127	کامیابی کا تصور
130	کامیابی کے نبوی نئے
133	کامیابی کیا ہے؟
137	کامیابی مگر کیسے؟
142	کامیابی کے اہم اصول
149	کامیاب لوگوں کی خوبیاں
152	اچھی عادات
153	عادتوں کا بنانا اور ترک کرنا
154	ایمانداری
155	عاجزی یا منکسر المزاجی
155	صبر
156	شکر گزاری
156	بہادر بنیں
157	قدر شناس بنیں
157	پہلے دوسرے کو سمجھیں، پھر انہیں سمجھائیں
158	سیکھنے سکھانے کا عمل اور جہد مسلسل
159	حالات کے ساتھ مثبت تبدیلی
160	دوسروں سے ہمدردی اور تعاون کی نیت
162	بزرگوں سے دعا لینا
162	خود اعتمادی اور یقین کامل
165	یقین حاصل کرنے کے طریقے
166	منظم زندگی
167	اپنے آپ کو منظم کرنا
167	اپنے کاموں کو منظم کرنا
168	ڈائری لکھنا

- 169 وقت کی قدر ❁
- 170 مقصد متعین اور معلوم کرنا ❁
- 173 وژن اور مشن ❁
- 174 منصوبہ بندی (پلاننگ) ❁
- 177 منصوبے تین قسم کے ہوتے ہیں ❁
- 179 فریم ورک اور ٹیم ورک ❁
- 181 مثبت ذہنی رویہ ❁
- 186 درست اور بروقت فیصلہ ❁
- 186 التوا کی عادت کا خاتمہ ❁
- 187 التوا کی عادت کو ختم کیسے ہو ❁
- 188 مطالعہ کی عادت ❁
- 190 مطالعہ کی اقسام ❁
- 193 مطالعہ کیسے کیا جائے ❁
- 195 اچھے تعلقات بنانا ❁
- 196 تعلقات بنانے کے طریقے ❁
- 198 اچھے مرشد، رہنما کا انتخاب ❁
- 199 اچھی صحت ❁
- 200 متوازن خوراک ❁
- 202 نیند ❁
- 205 ورزش ❁
- 206 آرام و تفریح ❁
- 207 تفریحی سیر ❁
- 208 لیڈرشپ (قیادت) ❁
- 210 لیڈرشپ کے بنیادی عناصر ❁
- 210 غیر متزلزل جرأت ❁
- 210 خود اعتمادی ❁
- 210 ضبط نفس ❁

- 211 مشنری ہونا ❁
- 211 انصاف کا شدید احساس ❁
- 211 قوت فیصلہ ❁
- 211 منصوبوں میں قطعیت ❁
- 212 زیادہ کام کرنا ❁
- 212 خوشگوار شخصیت ❁
- 213 جاذب نظر شخصیت ❁
- 215 ہمدردی ❁
- 215 مسلسل سیکھنا ❁
- 215 خدمت خلق ❁
- 215 مثبت رویہ ❁
- 216 رحم دلی ❁
- 216 صبر و تحمل ❁
- 216 پُر جوش ہونا ❁
- 216 استقامت ❁
- 217 قوت برداشت ❁
- 217 معتدل مزاجی ❁
- 217 عزت نفس ❁
- 217 متحرک کرنے کی صلاحیت ❁
- 219 اظہار خیال اور حسن سلوک کے بنیادی اصول
- 219 حسن سلوک کے بنیادی تین طریقے ❁
- 221 لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے، پسندیدہ ٹھہرنے کے چھ طریقے ❁
- 224 لوگوں کو ہم خیال بنانے کے بارہ اصول ❁
- 229 لیڈر بننے! بنیادی نو اصول ❁
- 232 ماخذ اور مزید مطالعے کے لیے کتب ❁

کامیابی کا تصور

انسانی فطرت ہے کہ ہر شخص ہر وقت اور ہر کام میں کامیابی کا متلاشی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اسے ہر قسم کے غم، پریشانی اور مصیبت سے نجات مل جائے اور ہر وقت ہر موقع پر خوش اور کامیاب و کامران ہو۔

تین تصورات:

کامیابی کے متعلق دنیا میں تین تصورات پائے جاتے ہیں:

۱۔ مغربی تصور

۲۔ اسلامی تصور

۳۔ نالائق اور سست لوگوں کا تصور

① مغرب اور مغربی مفکرین نے کامیابی کو صرف دنیاوی کامیابی تک محدود کر رکھا ہے۔ ان کے ہاں دنیاوی کامیابی اور ترقی، مطلوب و مقصود ہے اور یہی ان کے نزدیک انسانی معراج ہے۔ وہ لوگ جو صرف دنیاوی کامیابی و ترقی کے لیے ساری جدوجہد کرتے ہیں اور آخرت کو بالکل بھول جاتے ہیں، ان کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

﴿ قَبِئَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا إِنَّا أَتَيْنَا الدُّنْيَا وَمَا لَنَا فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ ﴾

[بقرہ: ۲۰۰]

“بس لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب جو کچھ ہمیں دینا ہے، دنیا ہی میں دیدے جبکہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔”

افسوس کہ کامیابی کا یہی تصور اب مسلم معاشرہ میں بھی پھیلنے لگا ہے، آج عام مسلمانوں کی نظر میں بھی دنیا کی ترقی اور کامیابی ہی سب کچھ ہے۔

۲) ہم مسلمانوں اور ہمارے دین اسلام کے ہاں کامیابی کا وہ تصور نہیں جو مغرب کے ہاں ملتا ہے۔ اسلام جب ”کامیابی“ کا کہتا ہے تو اس سے دین اور دنیا دونوں کی کامیابی مراد ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے ہاں ”کامیابی“ کا تصور معاشرے میں مروج روایتی تصور سے قدرے مختلف ہے۔ ہمارے نزدیک کامیابی کا وہی تصور ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے:

﴿ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ [بقرہ: ۲۰۰]

”اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں جہنم کی آگ کے عذاب سے بچا۔“ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دنیا اور آخرت دونوں کی بہتری اور کامیابی کا حکم دیا ہے اور اس کو زبردست کامیابی ٹھہرا ہے۔

﴿ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ [توبہ: ۷۲]

ہم مسلمانوں کے ہاں ”کامیابی“ کا یہی تصور ہے کہ دونوں جہانوں میں نجات اور فلاح پائیں اور ادھر بھی کامیابی مل جائے اور ادھر بھی کامیابی قدم چومے۔ دین اسلام نے ہمیں دنیاوی کامیابی کے اصول بھی بتائے ہیں اور آخرت کی کامیابی کا طریقہ بھی بتایا ہے۔

۳) تیسرا تصور سست اور نالائق لوگوں کا ہے۔ جو اپنی نالائقی، کوتاہی، سستی، غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے دنیا میں بھی کامیابی حاصل نہیں کر پاتے اور آخرت کے لیے بھی توشہ تیار نہیں کرتے۔ ایسے شخص کے بارے میں قرآن میں فرماتا ہے۔

﴿ حَسَبَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرٰۤءُ اِنَّ الْمُبِيْنِ ﴾ [سورہ حج: ۱۱]

”اس نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی، یہی ہے صریح خسارہ۔“

یعنی اس شخص کو دین و دنیا دونوں میں ناکامی ہوتی ہے، دونوں میں خسارہ ملتا ہے۔

اب جو شخص دنیا یا آخرت میں ناکام ہوتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہی ہے کیونکہ خالق کائنات نے تو ہر شخص کے لیے کامیابی اور ناکامی کے اصول، ضوابط، قواعد اور اسباب سب کچھ بتا دیئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ “اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتا دیئے ہیں۔”

دنیاوی کامیابی کے اصول بھی بتائے ہیں اور آخرت کی کامیابی کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ اب یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ کس راستے کا انتخاب کرتا ہے اور کس کے لیے کوشش کرتا ہے دنیا کے لیے یا آخرت کے لیے یا دونوں کے لیے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لیے
ورنہ رنگیں خیالات سے کیا ہوتا ہے

پھر کامیابی کا راز اخلاص میں پنہاں ہے۔ اخلاص کی دولت قربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ جتنی قربانی زیادہ ہوگی، اخلاص اتنا ہی بڑھا ہوا ہوگا، اور قربانی اُس کی بڑھی ہوئی ہوگی جس کا ظرف بڑا ہوا ہوگا اور بڑے ظرف کے لبالب بھرے ہونے کے لیے دُعاؤں کے ساتھ مضبوط تعلق مع اللہ کی ضرورت ناگزیر ہو جاتی ہے، ورنہ کامیابی کے بجائے ناکامی مقدر بنے گی۔

کامیابی اور بہترین زندگی گزارنے کے لیے نبوی نسخے

ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: ہاں کہو۔

بدو نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: قناعت اختیار کرو، امیر ہو جاؤ گے۔

عرض کیا: میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: تقویٰ اختیار کرو، عالم بن جاؤ گے۔

عرض کیا: عزت والا بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلا نا بند کر دو، باعزت ہو جاؤ گے۔

عرض کیا: اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔

عرض کیا: عادل بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: جسے اپنے لیے اچھا سمجھتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔

عرض کیا: طاقت ور بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: اللہ پر توکل کرو۔

عرض کیا: اللہ کے دربار میں خاص (خصوصیت کا) درجہ چاہتا ہوں۔

- فرمایا: کثرت سے ذکر کرو۔
- عرض کیا: رزق کی کشادگی چاہتا ہوں۔
- فرمایا: ہمیشہ با وضو رہو۔
- عرض کیا: دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں۔
- فرمایا: حرام نہ کھاؤ۔
- عرض کیا: ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں۔
- فرمایا: اخلاق اچھے کر لو۔
- عرض کیا: قیامت کے روز اللہ سے، گناہوں سے پاک ہو کر ملنا چاہتا ہوں۔
- فرمایا: جنابت کے فوراً بعد غسل کیا کرو۔
- عرض کیا: گناہوں میں کمی چاہتا ہوں۔
- فرمایا: کثرت سے استغفار کیا کرو۔
- عرض کیا: قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں۔
- فرمایا: ظلم کرنا چھوڑ دو۔
- عرض کیا: چاہتا ہوں اللہ مجھ پر رحم کرے۔
- فرمایا: اللہ کے بندوں پر رحم کرو۔
- عرض کیا: چاہتا ہوں اللہ میری پردہ پوشی کرے۔
- فرمایا: لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔
- عرض کیا: رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں۔
- فرمایا: زنا سے بچو۔

عرض کیا: چاہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب بن جاؤں۔

فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب ہو، اسے اپنا محبوب بنا لو۔

عرض کیا: اللہ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: فرائض کا اہتمام کرو۔

عرض کیا: احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی یوں بندگی کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو۔

عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا چیز گناہوں سے معافی دلائے گی۔

فرمایا: آنسو، عاجزی اور بیماری۔

عرض کیا: کیا چیز دوزخ کی آگ ٹھنڈا کرے گی۔

فرمایا: دنیا کی مصیبتوں پر صبر۔

عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے غصے کو کیا چیز سرد کرتی ہے۔

فرمایا: چپکے چپکے صدقہ اور صلہ رحمی۔

عرض کیا: سب سے بڑی برائی کیا ہے۔

فرمایا: بد اخلاقی اور بخل۔

عرض کیا: سب سے بڑی اچھائی کیا ہے۔

فرمایا: اچھے اخلاق، تواضع اور صبر۔

عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو۔ [سنن ابن ماجہ]

کامیابی کیسے؟

دُنیا میں تقریباً ہر فرد کامیابی کی خواہش رکھتا ہے اور کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کامیابی ہے کیا؟ مختلف ماہرین نے کامیابی کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ ان

کے مطابق کامیابی میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہیں:

- ① ذہنی سکون
- ② خوشی
- ③ اچھی صحت
- ④ اطمینان قلب
- ⑤ شہرت
- ⑥ محبت سے بھرپور باہمی تعلقات
- ⑦ شخصی عزت و احترام
- ⑧ اقتدار
- ⑨ شناخت، (Recognition)
- ⑩ اپنے پیشے میں عروج حاصل کرنا۔
- ⑪ اچھی فیملی
- ⑫ پسندیدہ پیشہ
- ⑬ اپنی پسند کے مطابق زندگی بسر کرنا۔
- ⑭ ایسا فرد بننا جیسا آپ بننا چاہتے ہیں۔
- ⑮ ذاتی تشفی (Satisfaction)
- ⑯ خوف، پریشانی اور تشویش واضطراب سے آزادی۔
- ⑰ اعلیٰ مقصد حیات
- ⑱ اپنے مقصد اور گول کو حاصل کر لینا۔
- ⑲ سرور و انبساط
- ⑳ اعلیٰ تعلیم
- ㉑ عزت نفس
- ㉒ مالی بے فکری یعنی آپ کے پاس اتنی دولت ہو نا کہ مالیات کی کمی کی وجہ سے
- آپ کو کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو
- ㉓ اور ایک مسلمان کے ہاں دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی و کامرانی۔

یہ ابھی ابتدا تھی، اسلام آہستہ آہستہ کامیابی کی طرف رواں دواں تھا۔ دوسری طرف کفار عرب اسلام کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں کئی جنگیں ہو چکی تھیں۔ اس طرح کی ایک جنگ میں ایک صحابیؓ شدید زخمی ہو گئے۔ وہ شہادت کے قریب تھے، اس وقت وہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ:

﴿فَزُتْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ﴾ ”رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔“

ایک مومن کی سب بڑی کامیابی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنا ہے۔ اس لیے سیدنا خالد بن ولیدؓ کا جنہوں نے بہت جنگوں میں حصہ لیا، جنہیں کبھی شکست کا سامنا نہ ہوا اور جن کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس پر زخموں کے نشانات نہ تھے، جب آخری وقت آیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، وہ غمزدہ تھے کہ ان کو شہادت کیوں نصیب نہ ہوئی۔ بس ایک مومن کے لیے اصل کامیابی آخرت کی ہے جبکہ دنیاوی کامیابی بھی ضروری ہے۔

چونکہ ہر فرد کو خوشی اور سکون مختلف انداز سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر فرد کا مقصد حیات بھی مختلف ہوتا ہے، لہذا ہر فرد کے لیے کامیابی کا مفہوم بھی مختلف ہے یعنی ایک طالب علم، کھلاڑی، سیاست دان، سائنس دان، دکاندار، بزنس مین، عالم دین اور شہید میں سے ہر ایک کی کامیابی کا مفہوم مختلف ہے۔

قائد اعظم پاکستان بنانا چاہتے تھے اور عمران خان کینسر کا ہسپتال اور اقتدار میں آنا چاہتے تھے۔ عبدالستار ایدھی خدمت خلق، غازی علم الدین شہادت اور ڈاکٹر عبدالقدیر ایٹم بم بنا کر پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانا چاہتے تھے۔

کامیابی ایک مسلسل سفر ہے، اس کی کوئی منزل نہیں۔ اگر آپ کامیابی کے سفر میں کہیں ٹھہر گئے تو آپ زوال پذیر ہوں گے۔ آٹھ دس غریبوں کی ایک بار مدد کرنے کے بعد

اگر آپ رک گئے تو آپ کی ترقی رک جائے گی، ترقی رکی رہی تو آپ زوال پذیر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک کامیابی کے بعد دوسری کے لیے کوشش شروع کر دیں، ایک گول حاصل کر لیا تو پھر دوسرے کی تیاری کریں، منصوبہ بندی کریں۔ اقبال ساجد نے کیا خوب کہا ہے:

پہلی سیڑھی پر قدم رکھ آخری پر رکھ نظر

منزلوں کی جستجو میں رائیگاں اک پل نہ ہو

جنہیں اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین نہیں، جو خود کو حقیر اور کمزور سمجھتے

ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔

واقعی دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں، بس حوصلہ، امید، محنت، اخلاص اور وژن چاہیے۔

شکا گولاء سکول کے ایک استاد بارک اوبامانے جب امریکہ کا صدر بننے کا فیصلہ کیا اور

اس مقصد کے لیے سر توڑ کوشش شروع کی اُس وقت اوبامانے کہا تھا کہ انسان قدرت کی

واحد مخلوق ہے جس کے لیے دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں۔ اس پر ان کے ایک ماہر نفسیات

دوست نے اُسے کہا تھا: ”تم مجھے اپنی کوئی پانچ خوبیاں بتاؤ۔“

اوباما چند لمحے خاموش رہا اور اس کے بعد بولا: ”میری پہلی خوبی، میں ہارنے کے

بعد حوصلہ نہیں ہارتا۔ دوسری خوبی، میں جب کوئی کام شروع کرتا ہوں تو پھر اس میں وقفہ

نہیں آنے دیتا۔ میری تیسری خوبی، میں عام لوگوں کی نفسیات سمجھتا ہوں، میں ان کے

جذبات، احساسات اور ضروریات کو سمجھتا ہوں۔ میری چوتھی خوبی اخلاص ہے، میں نے آج

تک کسی کو دھوکا نہیں دیا، میں نے کبھی وعدہ نہیں توڑا، میں نے کبھی صلے کو سامنے رکھ کر نیکی

کامیابی مگر کیسے؟

ہر کوئی چاہتا ہے کہ میں اپنے میدان میں کامیاب ہو جاؤں مگر کیسے؟
کامیابی کے چند اصول ہیں۔ ہر کامیاب فرد شعوری یا غیر شعوری طور پر ان اصولوں پر عمل کرتا ہے۔

ہارورڈ یونیورسٹی کی ایک ریسرچ کے مطابق انسانی کامیابی اور خوش حالی میں اعلیٰ ذہانت اور اعلیٰ تعلیم کا کردار صرف 15 فی صد ہے۔ اس لیے اہل دانش و حکمت اس حقیقت پر فکرمند ہیں کہ تعلیمی اداروں کا 100 فی صد بجٹ اس چیز پر صرف ہو رہا ہے جس کا کامیابی میں کردار صرف 15 فی صد ہے۔ دوسرے الفاظ میں تعلیمی اداروں میں تعلیم اور معلومات تو فراہم کی جاتی ہیں مگر اس علم کو موثر طور پر استعمال کرنا نہیں سکھایا جاتا، یعنی تعلیمی اداروں میں کامیابی کے بنیادی اصولوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جاتا، جس کی وجہ سے نوجوان نسل اعلیٰ تعلیمی ڈگری کے باوجود خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر رہی اور خوش حالی سے محروم ہے کیونکہ صرف اعلیٰ تعلیم کامیابی اور خوش حالی کی ضمانت نہیں۔ اگر نوجوان نسل کو اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ کامیابی کے بنیادی اصولوں سے بھی آگاہ کر دیا جائے تو یہ نسل عظیم کامیابی اور خوش حالی حاصل کر سکتی ہے۔

اگر آپ کتاب میں بتائے گئے سادہ اصولوں پر عمل کریں گے تو آپ بھی انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے کیونکہ ان اصولوں پر عمل کر کے پہلے ہی لاکھوں لوگ کامیاب اور خوش حال ہو چکے ہیں۔ کامیابی کے اصول چاہے کتنے ہی شاندار کیوں نہ ہوں، بے کار ہوں

گے جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے۔ یہ عمل آپ نے کرنا ہے۔

چنانچہ کامیابی کی ذمہ داری قبول کیجئے، بہانے نہ بنائیں، آرام پسندی ترک کر دیں اور اللہ کا نام لے کر ان اصولوں پر آج ہی سے عمل کرنا شروع کر دیں۔

اگر آپ نے مستقل مزاجی سے ان اصولوں پر عمل کیا تو کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ انشاء اللہ۔ مجھے آپ کی کامیابی کا اس بچے کی طرح یقین کامل ہے جو سب گاؤں والوں کے ساتھ گاؤں سے باہر کھلے میدان میں اپنے رب سے رحمت کی بارش کی دعا کے لیے نکلتا تھا۔ پورے مجمع میں صرف اس کے پاس چھتری تھی تاکہ وہ واپسی پر بارش سے بھیگ نہ جائے کیونکہ اپنے رب سے امید اور بارش کا یقین تھا۔

لیکن اگر آپ ان اصولوں پر عمل نہیں کریں گے تو آپ جیسے پہلے تھے، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد بھی ویسے ہی رہیں گے۔ اسی طرح قرآن و سنت میں مسلمانوں کی ترقی کے لیے بہترین اصول موجود ہیں۔ مگر بد قسمتی سے ہم مسلمان ان پر عمل نہیں کر رہے جس کی وجہ سے ہم پوری دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

نفسیات کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ اگر دوسرے لوگ کوئی کام کر سکتے ہیں تو آپ بھی کر سکتے ہیں۔ اگر دوسرے لوگ کامیابی اور خوش حالی حاصل کر سکتے ہیں تو یقیناً آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔

کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرنے سے پہلے کامیابی کے اصولوں کو جانیں۔ معلوم کریں کہ لوگ کس طرح کامیاب ہوئے، انہوں نے کامیاب ہونے کے لیے کیا کچھ کیا، پھر آپ بھی وہی کچھ کریں اور کامیابی تک ثابت قدم رہیں، کوشش ترک نہ کریں۔ اگر آپ نے کامیابی کے اصولوں کے مطابق کامیابی حاصل کرنے کی جدوجہد کی تو نہ صرف آپ

کامیاب ہو جائیں گے بلکہ کامیابی کا سالوں میں طے ہونے والا سفر مہینوں میں طے کر لیں گے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ عظیم کامیابیاں حاصل کرنے والے اگرچہ ان اصولوں کو استعمال کر رہے ہوتے ہیں مگر ان میں سے 91 فی صد اس بات سے آگاہی نہیں ہوتے کہ انہوں نے کن اصولوں پر عمل کر کے کامیابی حاصل کی یعنی اکثر کامیاب لوگوں کو بھی اپنی کامیابی کی وجوہات کا علم نہیں ہوتا۔ وہ یہ تو بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا لیکن وہ اس چیز کی وضاحت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے کیوں اور کیسے کیا؟ کچھ عرصہ قبل میں ایک کامیاب صنعت کار سے ملا اور اس سے ان کی کامیابی کا راز پوچھا تو وہ کوئی خاطر خواہ جواب نہ دے سکے۔

تاہم اگر آپ کامیابی کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کامیابی کے اصولوں کو جان لیں تو پھر آپ کی کامیابی کا سفر آسان اور مختصر ہو جائے گا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کامیابی کے اصول کیا ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے غور و فکر اور ریسرچ کی۔ ان میں سے بنیادی کام ایک امریکی نیولین ہل نے کیا۔ اس نے 25 سال تک کم از کم 20 ہزار کامیاب اور ناکام لوگوں کا مطالعہ کیا۔ پھر اس نے اپنی ریسرچ کو 1938ء میں ایک کتاب **Think and Grow Rich** میں پیش کیا۔ اس طرح دنیا کو پہلی بار اس فن کا علم ہوا کہ کوئی فرد کامیاب کیوں ہوتا ہے اور ناکامی کی وجوہات کیا ہیں؟ کامیابی کے یہ اصول زندگی کے ہر میدان میں یکساں موثر ہیں۔

کیا کامیابی کا تعلق اعلیٰ تعلیم، اعلیٰ ڈگری، اعلیٰ ذہانت، ہنر، مہارت، سخت محنت یا قسمت کے ساتھ ہے جبکہ ایسا نہیں۔ معروف امریکی یونیورسٹی ہارورڈ، میں اس موضوع پر برسوں ریسرچ ہوئی کہ لوگ کامیاب کیوں ہوتے ہیں۔ ہارورڈ کی تحقیق کے مطابق کامیابی

اور ترقی میں اعلیٰ تعلیم، اعلیٰ ڈگری، ذہانت، مہارت اور ہنر کا کردار صرف 15 فیصد ہے جب کہ مثبت رویے (Attitude) کا کردار 85 فی صد ہے۔

اسی طرح اعلیٰ تعلیم یا ڈگری بھی شاندار مستقبل اور مالی خوشحالی کی ضمانت نہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے موجد ایڈیسن، جس نے ایک ہزار سے زائد ایجادات کیں۔ صرف 3 ماہ سکول میں تعلیم حاصل کی۔ معروف امریکی مقرر، مصنف اور بزنس مین برائن ٹریسی نے اندازہ لگایا ہے کہ امریکہ میں 50 فی صد کالج گریجویٹ ایسے لوگوں کے ملازم ہیں جنہوں نے میٹرک بھی پاس نہیں کیا۔ ایک امریکی سروے رپورٹ کے مطابق امریکہ کے 4 ہزار امیر ترین افراد ایسے ہیں جنہوں نے صرف میٹرک پاس کیا۔

کامیاب، خوش حال اور دولت مند لوگ صرف اپنی تعلیم کی وجہ سے کامیاب اور امیر نہیں ہوتے۔ دنیا کے 10 ارب پتی افراد (مثلاً ہنری فورڈ اور ہنڈا وغیرہ) میں سے کوئی بھی گریجویٹ نہ تھا۔ ہنری فورڈ (فورڈ موٹر کمپنی کا مالک) اور ہنڈا (ہنڈا کار کمپنی کا مالک) نے تو کسی یونیورسٹی کی شکل بھی نہ دیکھی تھی۔ اکثر کروڑ پتی اور کامیاب لوگ اوسط درجے کی تعلیم اور ذہانت کے مالک ہوتے ہیں۔

میاں شریف میٹرک پاس تھے۔ وفات کے وقت وہ کم از کم 30 ملوں اور بڑے اداروں کے مالک تھے، ان کا ایک بیٹا (شہباز شریف) پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنا، دوسرا (نواز شریف) تین بار پاکستان کا وزیر اعظم منتخب ہوا۔ اس طرح چوہدری شجاعت حسین کے والد چوہدری ظہور الہی معمولی تعلیم یافتہ اور پولیس سپاہی تھے، وفاقی وزیر بنے۔ شہادت کے وقت وہ کئی ملوں کے مالک تھے۔ عبدالستار ایدھی بھی کچھ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں وہ پاکستان کے سب سے بڑے غیر سرکاری رفاہی ادارے کے سربراہ تھے۔

جس کے اپنے جہاز ہیں اور جس کی شاخیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دنیا کا امیر ترین آدمی بل گیٹس گریجویٹ بھی نہیں۔ اس نے بی۔ اے کی تعلیم کو ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

ہمارا تعلیمی نظام علم اور معلومات تو فراہم کرتا ہے مگر اس علم کو استعمال کرنا نہیں سکھاتا۔ کامیاب زندگی کے اصولوں سے آگاہ نہیں کرتا۔ اس لیے ایک ماہر نے بہت خوبصورت بات کہی کہ ہم اپنے تعلیمی وسائل کا 100 فی صد ان چیزوں (ڈگری، معلومات اور مہارت وغیرہ) پر صرف کرتے ہیں جن کا روشن مستقبل اور مالی خوشحالی کے ساتھ تعلق صرف 15 فیصد ہے۔ اسی طرح اپریل 2007 میں ایک سروے رپورٹ شائع ہوئی جس میں دنیا کے 9500 امیر ترین افراد کی فہرست تھی۔ ان میں سے ایک بھی Ph.D ڈاکٹر نہ تھا۔ صرف علم اور تعلیم حاصل کرنا کمال نہیں جب تک اسے استعمال نہ کیا جائے، بے کار ہے۔



کامیابی کے اہم اصول

بہر حال کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرنے سے پہلے کامیابی کے بنیادی اصولوں کو جاننا مفید رہے گا جس کی وجہ سے آپ بہت سے پریشانیوں اور غلطیوں سے بچ جائیں گے اور کامیابی کا سفر مختصر اور آسان ہو جائے گا۔ آئیے بڑھئیے کامیابی کے ان اصول کو اپنائیے اور کامیابی کے مراحل طے کرتے جائیے۔

کامیابی کے چند اہم اصول درج ذیل ہیں:

○ سوچیے:

کامیابی حاصل کرنے سے پہلے کامیابی کے بارے میں سوچیے۔

○ ذمہ داری قبول کیجیے:

کامیابی کے لیے حالات کی ذمہ داری قبول کیجئے۔ کامیابی خود بخود حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے حصول کے لیے کچھ کیا جاتا ہے۔ اس کا انتظار نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اسے ڈھونڈیں اور تلاش کریں۔ اپنی تقدیر کے آپ خود مالک ہیں، کوئی دوسرا آپ کی زندگی نہ بدلے گا۔

○ گول کا تعین:

طے کریں کہ آپ کیا حاصل کرنا یا بننا چاہتے ہیں؟

- کامیابی کی خواہش:
- کامیابی کی شدید خواہش کے بغیر کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔
- مثبت رویہ:
- مثبت رویہ کامیابی کی بنیاد ہے۔
- یقین کامل:
- اپنی صلاحیتوں اور کامیابی پر مکمل یقین کرنا چاہیے۔
- پسندیدہ پیشہ:
- کوئی بھی فرد اپنے کام کو پسند کیے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔
- آئیڈیا:
- کامیابی کے لیے آپ کو صرف ایک آئیڈیے کی ضرورت ہے۔
- خطرہ مول لینا:
- کوئی بھی مالی کامیابی رسک کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔
- بدلنے کا فیصلہ:
- اپنی زندگی کو بدلنے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔
- منصوبہ بندی:
- کامیابی خود بخود حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے منصوبہ بندی کرنی پڑتی ہے۔

○ عمل:

منصوبہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جب تک اس پر عمل نہ ہو گا کامیابی حاصل نہ ہوگی۔

○ محنت:

کامیاب لوگ عموماً ناکام لوگوں سے زیادہ محنت کرتے ہیں۔

○ مشکلات و مسائل:

کوئی بھی کامیابی آسانی سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں اور مسائل ہوتے ہیں جن کو حل کیے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔

○ ناکامی:

کوئی بھی عظیم کامیابی، ناکامی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

○ استقامت:

استقامت کامیابی کی کنجی ہے، کامیاب لوگ کوشش ترک نہیں کرتے۔

○ لاشعور کا بھرپور استعمال:

انسان کی کامیابی اور ناکامی کا گہرا تعلق اس کے لاشعور کے ساتھ ہے۔ جب کوئی گول لاشعور میں چلا جائے تو وہ اس کو عملی صورت دینے کے راستے تلاش کر لیتا ہے۔

○ کامیاب آدمی کی تلاش:

اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو کوئی ایسا فرد تلاش کریں جو پہلے ہی وہاں پہنچ چکا ہے جہاں آپ جانا چاہتے ہیں۔ پھر جو کچھ اس نے کیا وہی آپ بھی کریں۔ اگر وہ کامیاب ہو تو

آپ بھی انشاء اللہ ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

○ بار بار کوشش:

کامیاب لوگ دوسروں کی نسبت زیادہ چیزیں کرتے ہیں۔ آپ جتنی زیادہ کام آزما تے ہیں کامیابی کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہو جاتے ہیں۔ آخر کار کوئی نہ کوئی چیز کامیاب ہو جاتی ہے۔ میرے ایک دوست نے جو کہ ایم۔ ایس سی نفسیات ہیں اور ایک ریٹائرڈ سرکاری افسر ہیں تقریباً دس سے زیادہ مختلف کام کیے۔ انہوں نے پراپرٹی کا کام کیا، ناکام ہونے پر چادلوں کا بزنس کیا۔ پھر سٹاک ایکسچینج میں قسمت آزمائی، ایکسپورٹ کا کام کیا، یہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ پھر سٹاک ایکسچینج کلینک شروع کیا، ایک جگہ ناکام ہوئے تو دوسری جگہ نشہ کرنے والوں کی مدد کرنے لگے۔ وہاں بھی کامیاب نہ ہوئے تو میرج بیورو شروع کیا۔ یہ بھی نہ چل سکا تو ایک بار پھر پراپرٹی کا کام کیا، تو آخر کار کامیاب ہو گئے۔ اب وہ ایک خوشحال فرد ہیں۔

○ ہنر (Skill):

نوٹ کریں کہ وہ کون سا ایک ہنر (Skill) ہے جس کو اگر آپ بہترین انداز سے کریں تو وہ آپ کی زندگی کو سب سے زیادہ متاثر کرے گا۔ اس ہنر کی بھرپور نشوونما کریں اور اس کی بنیاد پر کامیابی حاصل کریں۔

○ ناکام لوگوں سے بچئے:

اگر آپ واقعی کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو وہ کام نہ کریں جو ناکام لوگ کرتے ہیں۔

○ دعا:

محنت اس طرح کریں کہ کامیاب کا سارا انحصار آپ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اس طرح کریں کہ سب کچھ رب کریم نے کرنا ہے۔ رب کریم وہی کرے گا جو آپ نہیں کر سکتے۔

○ ثابت قدمی

زندگی میں کوئی بھی اہم کامیابی راتوں رات حاصل نہیں ہوتی۔ کسی بھی قابل ذکر منزل کے لیے کوئی شارٹ کٹ نہیں ہوتا۔ کامیابی ایک سفر ہے اور عموماً یہ ایک لمبا سفر ہوتا ہے۔

○ سخاوت:

کامیاب لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت خرچ کرتے ہیں۔ مغرب میں تقریباً ہر امیر فرد اپنی آمدن کا 10 فی صد لازماً فہامہ کے لیے خرچ کرتا ہے۔ آپ جتنا دیں گے اللہ تعالیٰ آپ کو کم از کم دو گنا ضرور دے گا۔ بعض صورتوں میں 10 گنا تک دیتا ہے۔ اسے لینے اور دینے کا اصول کہتے ہیں، اس پر عمل کرنا بہت آسان ہے۔ اگر آپ خوشی چاہتے ہیں تو خوشی دیجئے۔ محبت کی ضرورت ہے تو محبت دیں۔ اگر مادی خوشحالی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو دوسروں کی مالی مدد کریں۔ جو بویں گے وہیں کاٹیں گے۔

○ خدمت:

آپ زندگی میں ہر چیز حاصل کر سکتے ہیں، اگر آپ دوسروں کو ان کی پسند کی چیزیں حاصل کرنے میں مدد کریں۔ بالفاظ دیگر آپ کو زندگی میں کامیابی اس حساب سے ملے

گی جس حساب سے آپ لوگوں کی خدمت کریں گے۔ کوئی فرد جتنا دوسروں کے لیے مفید اور مددگار ثابت ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔

○ اہم کام:

کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی کام کیا جائے۔ اپنی ساری توجہ کسی اہم ترین کام پر مرکوز کریں، ویسے بھی آپ ہر کام خود نہیں کر سکتے۔ پھر ثابت قدم رہیں حتیٰ کہ وہ 100 فی صد مکمل ہو جائے۔

○ پختہ ارادہ:

کامیابی کا پختہ ارادہ (Total commitment) کامیابی کی کلید (Key) ہے۔

○ کامیاب لوگوں کو پڑھیے:

اگر آپ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کامیابی کے بارے میں پڑھیں، اگر امیر ہونا چاہتے ہیں تو دولت اور امارت کے بارے میں پڑھیں۔ اگر بہترین عالم، داعی، لیڈر بننا چاہیے ان کے بارے میں پڑھیں، کامیاب لوگوں کی کہانیاں پڑھیں، کامیاب لوگوں کی کامیابیوں اور ناکامیوں سے سیکھیں۔

○ ہمیشہ جیت:

ہمیشہ جیتنے کے لیے کھیلیں، نہ کہ ہارنے کے لیے۔

○ شائستگی اور نفاست:

آدمی صرف تعلیم اور بڑا بننے سے بڑا نہیں ہوتا۔ دراصل آدمی شائستگی، نفاست اور سنجیدگی سے بڑا بن جاتا ہے۔ نفاست، عمدہ صاف لباس، وقار، سنجیدگی اور شائستگی آپ کی شخصیت میں شمار ہونی والی چیز ہے۔

○ اپنے شعبہ میں بہترین بننا:

کامیابی کی کلید یہ ہے کہ آپ اپنے شعبے میں بہترین اور سپیشلسٹ بنیں، ماہر بنیں۔ آپ جو کام بھی کرتے ہیں اس میں آپ جیسا کوئی دوسرا فرد نہ ہو۔ آج کا دور ماہرین اور بہتر سے بہترین کا دور ہے۔ اگر آپ نے ترقی کرنا ہے عروج پر جانا ہے، خوشحال اور کامیاب ہونا ہے تو آپ کو اپنے فیلڈ میں بہترین بننا ہوگا۔



کامیاب لوگوں کی خوبیاں

کامیاب لوگوں میں چند ایسی خوبیاں ہوتی ہیں جو ان کی کامیابی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں، ان میں چند اہم خوبیاں درج ذیل ہیں:

○ خود اعتمادی:

ان لوگوں کو اپنی صلاحیتوں اور کامیابی پر پورا اعتماد ہوتا ہے۔

○ مثبت سوچ:

ہر چیز کے دورخ ہوتے ہیں۔ مثبت اور منفی، کامیاب لوگ ہمیشہ مثبت سوچتے ہیں۔

○ خود شناسی (Selfconcept):

ہماری کارکردگی ہماری خود شناسی کے گرد گھومتی ہے اعلیٰ خود شناسی ہوگی تو کارکردگی بھی اعلیٰ ہوگی۔

○ ضبط نفس:

کامیاب لوگوں کو اپنے آپ پر پورا کنٹرول ہوتا ہے، وہ نہ چاہنے کہ باوجود وہ کام کرتے ہیں جو ان کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔

○ اچھی عادات:

کامیابی دراصل ہماری عادات کا سبب ہوتی ہے۔ کامیاب لوگ اچھی عادات اپناتے ہیں جن کی وجہ سے وہ نسبتاً آسانی سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔

○ معاوضے سے زیادہ کام:

کامیاب لوگ ہمیشہ معاوضے، توقع اور ضرورت سے زیادہ کام کرتے ہیں۔ نہ صرف زیادہ بلکہ بہتر اور خوش دلی سے کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنی اور اپنے کام کی قدر و قیمت (Value) میں اضافہ کرتے ہیں۔ دنیا میں لوگ کبھی ترقی نہیں کرتے اور نہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جو معاوضے کے مطابق کام ہی نہیں کرتے یا اس سے کم کام کرتے ہیں۔

○ فیلڈ کے ماہر:

کوئی بھی فرد اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے فیلڈ میں ماہر نہ ہو۔ کامیاب لوگ اپنی فیلڈ میں بہترین ہوتے ہیں۔

○ وقت کا بہترین استعمال:

کامیاب لوگ اپنے وقت کا بہترین استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ وقت ضائع نہیں کرتے، اپنے کام کو ملتوی نہیں کرتے۔

○ دوسروں سے تعاون:

کوئی بھی فرد اکیلے عظیم کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ بڑی کامیابی کے لیے ہمیں دوسروں سے تعاون لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

○ خوشگوار تعلقات:

کامیاب لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات استوار کرتے ہیں۔

○ قوت فیصلہ:

کامیاب لوگ فیصلہ جلد کرتے ہیں مگر بدلتے دیر سے ہیں۔

○ مسائل کا حل:

کامیاب لوگ مسائل کو حل کرنے کی بہتر صلاحیت رکھتے ہیں۔

○ سوال کرنا:

ماں بھی منائے بغیر بچے کو دودھ نہیں دیتی۔ کامیاب لوگ عام لوگوں کے برعکس جس چیز کو نہیں جانتے تو سوال کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

○ بہترین انداز سے کام:

کامیاب لوگ عام لوگوں سے کوئی مختلف کام نہیں کرتے بلکہ وہ وہی کام، مختلف انداز سے کرتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ غیر معمولی کام نہیں کرتے بلکہ عام چیزوں کو غیر معمولی، منفرد اور بہترین انداز سے کرتے اور پیش کرتے ہیں۔

○ محنت اور جہد مسلسل:

کامیاب لوگ ہر وہ کام کرتے ہیں جو کامیابی کے لیے ضروری ہو، محنت اور جہد مسلسل پر یقین رکھتے ہیں جب کہ ناکام لوگ اپنی آرام گاہوں (Comfort zone) سے باہر آنے کے لیے تیار نہیں ہوتے وہ محنت اور مشقت سے جی چراتے ہیں۔

اچھی عادات

ہمارا کردار بنیادی طور پر ہماری عادات کا مرکب ہوتا ہے۔ ایک کہاوت ہے کہ: ایک سوچ بوؤ اور ایک عمل کاٹو، ایک عمل بوؤ اور ایک عادت کاٹو اور ایک عادت بوؤ اور کردار کاٹو، کردار بوؤ اور قسمت کاٹو۔

کامیاب ہونے کے لیے آپ کو ایک خاص قسم کا انسان بننا ہوگا۔ انسان دراصل عادات کا مجموعہ ہے، کامیابی کے لیے آپ کو کچھ عادتیں چھوڑنا ہوں گی اور کچھ اچھی عادات اپنانا ہوں گی۔ کامیابی دراصل اچھی عادات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جب کہ ناکامی غلط عادات کا نتیجہ ہے، عادت یا تو بہترین خدمت گار ہوتی ہے یا بدترین آقا۔“

جدید نفسیات کی ریسرچ کی روشنی میں آپ زندگی میں جو کچھ بھی کرتے ہیں اس میں 95 فی صد کا انحصار آپ کی عادتوں پر ہے۔

کامیاب لوگ اچھی عادات رکھتے ہیں جب کہ ناکام لوگ بری عادات کا شکار ہوتے ہیں۔ اچھی عادات اپنانا مشکل ہے مگر اچھی عادات کے ساتھ زندگی گزارنا بہت آسان ہے۔ اس کے برعکس بری عادات اپنانا آسان ہے مگر ان کے ساتھ زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔

درحقیقت آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں، وہ کسی عادت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بات کرنے، کام کرنے، گاڑی چلانے اور سوچنے وغیرہ کا طریقہ اکثر عادتاً ہوتا ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں ہمارے کردار کی بنیاد ہمارے تمام تجربات ہیں جو بچپن سے شروع ہوتے ہیں۔ ہماری تقریباً 95 فی صد حرکات و کردار خود کار اور غیر شعوری ہوتے ہیں۔ آپ جیسا انسان بننا چاہتے

ہیں اس میں سب سے بڑی رکاوٹ آپ کی عادات ہیں۔

اگر آپ بہت کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنی بعض عادات ترک کرنا ہوں گی، مثلاً دیر سے اٹھنا، محنت سے جی چرانا، کام میں بہت لیت و لعل کرنا، جلد فیصلہ نہ کرنا، غیر مستقل مزاج ہونا اور زیادہ ٹی وی فیس بک دیکھنا اور زیادہ موبائل استعمال وغیرہ۔ کامیابی کے لیے آپ کو ان عادات کی بجائے اچھی عادات اپنانا ہوں گی۔ ہمارے خیال میں کامیاب لوگ مندرجہ اچھی عادات رکھتے ہیں۔ اگر آپ بھی کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو بھی یہ عادات اپنانا ہوں گی۔

عادتوں کا بنانا اور ترک کرنا:

ہمارے حالات زندگی، ہماری کامیابی اور ناکامی ہماری عادات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ عادتوں کو بنانا یا ختم کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ تمام عادات میں سے سب سے اہم عادت سوچنے کی عادت ہے۔ جب انسان سوچنے کی عادت پر قابو پالیتا ہے تو گویا، ”تربیت نفس“ میں بہت سی منزلیں طے کر لیتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی چیز کو بار بار سوچتا ہے یا کسی کام کو بار بار کرتا ہے تو اس میں وہ عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ تک اس طرح کام کرتے رہنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے سوچنے اور کسی چیز کو کرنے کی عادت اس کے لاشعور میں چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ کام خود کار (Automatic) ہو جاتا ہے۔

اچھی بات یہ ہے کہ تمام عادات سیکھی جاتی ہیں، لہذا ان کو ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس قانون کے مطابق جب ایک سوچ یا عمل کو کافی بار دہرایا جائے تو وہ عادت بن جاتی ہے۔

چنانچہ آپ کوئی بھی عادت سیکھ سکتے ہیں، عموماً ایک نئی عادت کو اپنانے میں 21 تا 40 دن لگتے ہیں۔

انسان بنیادی طور پر عادات کا مجموعہ ہے، اچھی یا بری۔ اچھی عادات کامیابی کی ضمانت ہیں جب کہ بری عادات ناکامی کا سبب بنتی ہیں۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آپ خراب اور ناکامی کا سبب بننے والی عادات کو ترک کریں اور کامیابی کی اچھی عادات اپنائیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے آپ بری اور خراب عادات کی شناخت کریں جو آپ کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہیں اور جن کو آپ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ان مثبت اور اچھی عادات کی لسٹ بنائیں جو آپ کی کامیابی میں معاون ہوں گی۔

ایمانداری:

مشہور ریسرچ سکارلڈا کٹر تھامس سٹینلے نے کامیابی کی وجوہات میں ایمانداری کو سرفہرست قرار دیا ہے۔ یعنی کامیابی خصوصاً مالی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ ایمانداری ہے۔ ایمانداری کا مطلب یہ ہے کہ آپ کبھی اپنے حصے سے زیادہ نہ لیں اور کسی طرح اس چیز کو قبول نہ کریں جس پر آپ نے محنت نہیں کی۔ بددیانتی کبھی چھپی نہیں رہتی، آج نہیں تو کل پکڑی جائے گی۔ بددیانتی کی بنیاد جھوٹ ہے۔

مومن کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ یہ نہ صرف گناہ کبیرہ ہے بلکہ اس کے اور بھی بہت سے نقصانات ہیں۔ اس سے فرد کی ساری ایمانداری مشکوک ہو جاتی ہے۔ اگر فرد کو زندگی کے ایک شعبہ میں جھوٹ بولنا پڑے تو دوسرے شعبوں میں بھی بولنا پڑے گا۔ جھوٹ کبھی چھپا نہیں رہتا، اور جب ایک بار پکڑا جائے تو پھر فرد کی ہر چیز مشکوک ہو جاتی ہے۔ اس کا دوسرا بڑا

نقصان یہ ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے دوسرے بہت سے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

عاجزی یا منکسر المزاجی:

زندگی میں کامیاب ہونے کے لیے ایک بنیادی خوبی منکسر المزاجی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کو علم ہو کہ آپ کیا کچھ نہیں کر سکتے مگر اس کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر آپ کو علم ہو کہ آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں تو آپ مغرور ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں۔ مغرور فرد اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ انکساری، غرور، فخر اور تکبر کا لٹ ہے۔ عاجزی فرد کے لیے ترقی اور کامیابی کے دروازے کھولتی ہے۔

صبر:

صبر کرنا بھی کامیاب لوگوں کی ایک اہم خوبی ہے۔ جب ہم صبر کرتے ہیں تو چیزیں تیزی سے ہماری طرف آتی ہیں۔ صبر کرنے سے مراد یہ نہیں کہ آپ آنکھیں بند کر کے، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پُر امید ہو کر انتظار کرتے رہیں۔ انتظار با مقصد ہو، یہ معلومات اکٹھی کرنے اور مناسب منصوبہ بندی پر مشتمل ہو۔ اگر آپ صبر نہیں کریں گے اور بے صبری کا مظاہرہ کریں گے تو آپ کو ناکامی کا سامنا ہوگا۔

غرور، حرص اور لالچ بے صبری کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ ہر فرد جلد کامیاب ہونا چاہتا ہے جب کہ کامیابی صبر مانگتی ہے۔ بے صبری کی وجہ سے اکثر بڑی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔

شکر گزاری:

افلاطون نے ایک بار کہا تھا کہ ”جب آپ شکر گزاری محسوس کرتے ہیں تو آپ بڑے بن جاتے ہیں اور آخر کار بڑی چیزیں حاصل کرتے ہیں۔ ایک اور مفکر نے کہا کہ شکر گزاری اچھائیوں کی ماں ہے۔ شکر گزاری نہ صرف اچھائیوں بلکہ تمام فوائد کی ماں ہے۔ کامیاب اور خوشحال لوگ اس حقیقت سے خوب واقف ہیں۔ اس لیے تقریباً تمام کامیاب لوگ نہ صرف عام لوگوں کا شکر یہ ادا کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو نعمتیں دی ہوتی ہیں ان کے لیے وہ بہت زیادہ شکر گزار ہوتے ہیں۔ کائنات کا ایک اہم اصول قانون کشف ہے۔ اس قانون کے تحت جن چیزوں کے لیے آپ اپنے رب کے شکر گزار ہوتے ہیں تو آپ کو مزید اچھی چیزیں ملتی ہیں۔ یہ ایک آفاقی قانون ہے جو کبھی غلط ثابت نہیں ہوتا۔ ناشکر بنیں گے تو قانونِ فطرت کے تحت کچھ حاصل نہ کریں گے۔

بہادر بنیں:

کامیابی اور خطرہ مول لینا لازم و ملزوم ہیں۔ کوئی اہم اور بڑی کامیابی رسک لیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ عظیم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو بہادر بننا ہوگا۔ خوف کے بغیر کوئی فرد بہادر نہیں ہوتا۔ بہادری اس وقت ہوگی جب آپ کو خوف ہو مگر اس کے باوجود آپ عملی اقدام کریں۔

بہادر بنیں مگر بے وقوب نہ بنیں۔ بے وقوفی اور بہادری میں یہ فرق ہے کہ بہادری میں ہم حالات کا اچھی طرح جائزہ لیتے ہیں، تمام معلومات اکٹھی کرتے ہیں اور پھر خوف کے باوجود عملی قدم اٹھاتے ہیں۔ حماقت میں ہم حالات کا جائزہ نہیں لیتے، تیاری نہیں

کرتے بلکہ عملی اقدام اٹھالیتے ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ بے وقوف کو خطرے کا علم نہیں ہوتا جب کہ بہادر فرد کو خطرے کا پورا علم ہوتا ہے پھر بھی وہ کچھ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔

قدر شناس بنیں:

بڑی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے اندر قائدانہ صلاحیتیں ہوں۔ ایک کامیاب لیڈر دل کھول کر دوسروں کی تعریف کرتا ہے۔ تعریف پسند کرنا انسانی فطرت ہے۔ ہم میں سے اکثر دوسروں کی تعریف کرنے میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ ہم عموماً دوسروں کی تعریف اس لیے نہیں کرتے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید دوسرا یہ سمجھے کہ ہمیں اس سے کوئی مطلب ہے۔ اس سے کوئی چیز لینی ہے یا پھر اس لیے تعریف نہیں کرتے کہ ہمیں علم ہی نہیں ہوتا کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کی تعریف کس طرح کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہماری عمومی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ ہم دوسروں کی خوبیوں کی بجائے ان کی خامیوں پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

پہلے دوسرے کو سمجھیں، پھر انہیں سمجھائیں:

کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ دوسرے فرد کو اچھی طرح سمجھیں۔ یعنی توجہ سے ان کے نقطہ نظر کو سنیں اور سمجھیں۔ دوسرے فرد کو احساس ہو کہ اس کے نقطہ نظر کو سمجھ لیا گیا ہے۔ اس کی ضرورت کا احساس پیدا کر لیا گیا تو پھر وہ شخص آپ کی بات بھی احساس اور ذمے داری سے سنے گا، ورنہ اسے یہی احساس رہے گا کہ آپ محض اپنی بات سمجھانے اور منوانے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور دوسرے کے نقطہ نظر سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں۔ انسانی معاملات میں یہ ایک انتہائی اہم بات ہے۔ اس کے بغیر تعلقات میں گہرائی اور

پائیداری نہیں آسکتی۔

آپ ان لوگوں پر کیسے اعتماد کر سکتے ہیں جو آپ کا مسئلہ سے بغیر اس کا حل بتانا شروع کر دیں۔ پہلے بات سمجھنے کی کوشش کریں پھر اپنی بات منوائیں۔ انسانی دل کی اہم ترین ضرورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی اس کی بات کو توجہ سے سنے جب کہ ہم عموماً دوسروں کی بات کو توجہ کی بجائے بے دھیانی سے سنتے ہیں یا صرف سننے کی اداکاری کرتے ہیں یا پھر مخصوص بات سنتے ہیں۔

اکثر اوقات ہم صرف الفاظ سنتے ہیں، روح تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے یا پھر ذاتی نقطہ نظر سے سنتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے کی بات نہ صرف توجہ سے سنی جائے بلکہ ان کے نقطہ نظر سے سنی جائے۔ ہم میں سے اکثر دوسروں کی بات سننے کی بجائے یا تو بول رہے ہوتے ہیں یا پھر بولنے کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنی سنانے کی بجائے دوسروں کی سنیں۔ اگرچہ یہ ایک مشکل کام ہے مگر بہت مفید ہے۔

سیکھنے سکھانے کا عمل اور جہد مسلسل:

سیکھنے سکھانے کا عمل ختم نہیں ہوتا اور نہ اسے ختم کرنا چاہیے۔ یہی ہمارے دین کی بھی تعلیم ہے کہ مہد سے لہد تک علم حاصل کیا جائے۔ ویسے بھی حکمت و دانائی کی باتیں مومن کی گمشدہ میراث، جہاں بھی ملے فوراً لے لینی چاہیے۔

دنیا میں دو قسم کی تکلیفیں ہوتی ہیں ایک سیکھنے سکھانے کی تکلیف، دوسری جہالت اور پچھتاوے کی تکلیف۔ جو شخص پہلی قسم کی تکلیف برداشت کر لیتا ہے اسے دوسری قسم کی تکلیف سے نجات مل جاتی ہے۔ ہر کامیاب شخص کے پاس ایک تکلیف دہ کہانی ہوتی ہے اور ہر

تکلیف دہ کہانی کا انجام کامیابی ہے۔ اس لیے تکلیف کو برداشت کرنے کی عادت ہی کامیابی کا پہلا زینہ ہے۔ اپنے دماغ سے یہ غلط فہمی نکال لینا چاہیے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ عزم مصمم اور پختہ یقین کے ساتھ جہد مسلسل اور عمل پیہم کرنے لگیں تو کامیاب ہو جائیں گے۔

بس ایک بات پلے باندھ لینی چاہیے کہ بہتر سے بہترین کی تلاش کا سفر رکنا نہیں چاہیے۔ جب تلاش اور جستجو کا سفر بند ہوتا ہے تو ترقی معکوس ہوتی ہے۔ جب سیکھنے کا عمل رک جاتا ہے تو ترقی بھی رک جاتی ہے۔

کامیابی اور ترقی اسی میں ہے کہ تلاش کا سفر جاری رکھیں۔ کامیابی کے لیے جہد مسلسل اور استقامت چاہیے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

﴿اسْتَقِمْ وَتَقْدِرْ﴾ [سند احمد: ۵/ ۲۸۰]

”یعنی استقامت سے کامیابی ملتی ہے۔“

علم اور فن کسی کی جاگیر نہیں۔ علم طلب گار کو ملتا ہے پیسے والے کو نہیں۔ اگر آپ میں حقیقی طلب اور پیاس ہے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو حصول علم سے نہیں روک سکتی۔ محدود وسائل میں بھی آپ تعلیم و علم حاصل کر سکتے ہیں۔ وسائل کی کمی اور عدم دستیابی کا بہانہ جھوٹ ہے۔

حالات کے ساتھ مثبت تبدیلی:

علم انسان میں نور پیدا کرتا ہے اور یہ روشنی انسان میں مثبت تبدیلی لاتی ہے۔ ایک عالم، تعلیم یافتہ اور جاہل وان پڑھ میں یہی فرق ہے۔ جو علم اور تعلیم تمہاری ڈھنگ نہیں بدلتی تو وہ جہل ہے۔

دنیا میں دو طرح کے لوگ رہتے ہیں۔

① جو کبھی تبدیل نہیں ہوتے تو وہ ترقی بھی نہیں کرتے۔

② وہ لوگ جو وقت، زمانے، حالات اور عمر کے ساتھ ساتھ اپنے اندر مثبت تبدیلی

لاتے ہیں، اپنے آپ کو، اپنے انداز کو، اپنے رویہ کو، اپنے لباس، اپنے حرکات و سکنات، اٹھنے بیٹھے اور اپنے کردار و گفتار کو اپ ڈیٹ کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگ ترقی کرتے ہیں۔

پھر ایک عالم یا طالب العلم معاشرہ کا صرف ایک فرد نہیں بلکہ وہ ایک پوری قوم اور پوری نسل ہے۔

اپنے علاقوں، اپنی قوموں، خاندانوں کی، اپنے متعلقین کی کردار سازی اور اصلاح انہی کے دم قدم سے ہے۔ ایک آدمی اپنے اخلاق، کردار، تمیز، رویے اور سنجیدگی سے لیڈر بن سکتا ہے۔ سیدنا عمرؓ نے فرمایا:

﴿تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ السَّكِينَةَ وَالْوَقَارَ﴾

“علم سیکھو اور علم کے لیے وقار اور سنجیدگی بھی سیکھ لو۔”

سیدنا علیؓ فرماتے ہیں: “سردار بننے کے لیے زیادہ علم حاصل کرو۔ اگر سردار بننا چاہتے ہو تو سخی بنو۔ علم اور سخاوت والا سردار بن جاتا ہے۔”

دوسروں سے ہمدردی اور تعاون کی نیت:

کامیابی کے لیے نیت کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کرم کیا ہے اس میں دوسروں کو شریک کرونگا، مال دیا ہے، علم دیا ہے، صلاحیت دی ہے، اس میں دوسروں کو شامل کرونگا،

مخلوق کی خدمت کرونگا، پھر دیکھ لیں گے کہ اللہ راستے کیسے بناتا ہے۔ ایک بزرگ نے اپنے شاگرد اور مرید سے کہا کہ اگر اپنا رزق بڑھانا چاہتے ہو تو ایک کام ضرور کیا کرو کہ رزق کو دھو کر کھایا کرو۔ اس مرید نے کہا کہ ہم تو اس طرح کرتے ہیں مثلاً سبزی، فروٹ وغیرہ دھو کر کھاتے ہیں۔ بزرگ نے فرمایا: رزق دھلتا تب ہے جب تم کسی دوسرے کو اس میں شریک کرو، دوسرے کو خیرات کر دو۔ کیونکہ بانٹنے والے کا رزق پاک ہو جاتا ہے، صرف جمع کرنے والے کا رزق پاک نہیں ہوتا۔

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہر بندہ اپنے لیے جی رہا ہے۔ اپنے لیے تو ہر کوئی جی رہا ہے، کمال یہ ہے کہ انسان دوسروں کے لیے جینا سیکھے۔ یہی نبوی صفت ہے:

﴿ اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِنِي ۙ ﴾ “اللہ دینے والا اور میں بانٹنے والا ہوں۔”

دوسروں کے لیے وقت نکالیں، دوسروں کے لیے کام کریں، دوسروں کے لیے بھی زندگی گزاریں تو پھر آپ کی زندگی میں بھی انقلاب آئے گا۔ صرف اپنے لیے جینے والا کبھی ترقی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود غرض ہوتا ہے۔ خود غرضی کو چھوڑنا پڑے گا۔ کامیابی کے لیے یہ پہلی سیڑھی ہے کہ اپنے رزق، مال، علم، خدمات کو بانٹنے والے اور خیر کے کام کرنے والے زندگی میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ آفاقی اصول ہے کہ دوسروں کو راستہ دینے والوں کے لیے مزید راستے کھل جاتے ہیں اور یہ بھی تجربہ ہے کہ کامیاب لوگ فرد نواز ہوتے ہیں۔

بزرگوں سے دعا لینا:

کامیاب لوگوں کے ساتھ اپنے بزرگوں، اساتذہ اور والدین کی دعائیں ہوتی ہیں۔ کھوٹے سکے چلنے کی وجہ والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی دعائیں ہیں۔ والدین اور اساتذہ کی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت رکھی ہے کہ وہ کھوٹے سکوں کو کھرا کر دیتا ہے لہذا ان سے دعا لینا چاہیے۔ اور ساتھ ان کا ادب، احترام اور ایسی خدمت کرنی چاہیے، ایسا کام کرنا چاہیے کہ والدین، اساتذہ اور بزرگ خود دعائیں دیں۔

کامیابی کارازدو باتیں ہیں۔ ایک استادوں کی خدمت اور دوسری دعا۔ مؤدب ہونا کمال ہے، ایسے بہت سے لائق روتے پھرتے ہیں جن میں ادب نہ ہو اور بزرگوں کی دعا ساتھ نہ ہو۔

خود اعتمادی اور یقین کامل:

زندگی میں کامیاب ہونے کے لیے ذہین ہونا اتنا ضروری نہیں جتنا خود اعتمادی اور یقین ضروری ہے۔

خود اعتمادی یہ ہے کہ انسان یہ ذہن بنائے کہ میں کچھ کر سکتا ہوں۔ Self Confidence (خود اعتمادی) انسان کو آگے سے آگے لے جاتا ہے اور کامیابی کے عروج تک پہنچا دیتا ہے۔ اعتماد سے محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں ہوگی بلکہ ضرور کچھ نہ کچھ صلہ ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اپناج وہ نہیں جس کے ہاتھ پاؤں نہیں بلکہ اپناج وہ ہے جس کے ہاتھ پاؤں ہیں مگر وہ کچھ نہیں کر پارہا، ہاتھ پاؤں کے ہوتے ہوئے بھی لوگ ناکام اور نامراد ہوتے ہیں۔

الغرض جو شخص پُر اعتماد ہو، پُر عزم و ہمت اور مستقل مزاجی سے محاذ پر ڈٹتا رہتا ہو تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے، کیونکہ محنت کرنے والے کے لیے پوری دنیا مسخر پڑی ہے اور جو کام چور، کھٹو اور نکمہ ہے اس کے لیے پوری دنیا بند پڑی ہے۔

خود اعتمادی اور اولوالعزمی نہایت ضروری وصف ہے۔ انسان اگر خود اعتماد ہو، عزم پختہ ہو، یقین کامل ہو تو مشکل سے مشکل گھائی بھی عبور کر لیتا ہے۔ تجربہ ہے کہ پڑھائی میں اتنے لائق نہیں تھے لیکن اُن میں اعتماد زیادہ تھا، وہ کامیاب ہوئے جبکہ جو پڑھنے لکھنے والے تھے لیکن کام چور یا بے اعتماد تھے تو وہ اس وقت خاک چھان رہے ہیں اور انہیں کوئی بھی نہیں جانتا۔ وڈرنری اور کامیاب لوگ ہمیشہ پختہ یقین رکھنے والے ہوتے ہیں، اپنے چھوٹوں کو دینے والے، کمزوروں کو پاؤں پر کھڑا کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خرد نواز ہوتے ہیں۔

لیکن افسوس کہ آج موٹیویٹ کرنے والا، رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے البتہ حوصلہ گرانے والے بہت ہیں۔

مشہور سائنسدان ”تھامس ایڈیسن“ تھا مس ایڈیسن ”جب بچہ تھا کندھن تھا، ایک دن سکول سے آیا تو استاد نے والدہ کے نام ایک سر بہر خط دیا کہ اپنی ماں کو دے دینا۔ ماں نے کھول کر دیکھا تو استاد نے لکھا تھا کہ آپ کا بیٹا انتہائی غبی اور ناکارہ ہے۔ ہم اسے مزید سکول میں نہیں رکھ سکتے۔ ماں کے آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پھر اس نے اپنے بیٹے کو حوصلہ دینے کے لیے باواز بلند پڑھا: ”تمہارا بیٹا ایک جینس ہے، ایک قیمتی جوہر ہے۔ یہ اسکول اس کے لیے بہت چھوٹا ہے، یہاں استاد بھی اچھے نہیں لہذا اسے آپ خود پڑھائیں یا کسی اچھے سکول میں بھیج دیں۔“ تھامس نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ تھامس ایڈیسن دراصل ایک ذہنی ناکارہ بچہ تھا لیکن ایک عظیم ماں نے اسے صدی کا سب سے بڑا سائنس دان بنا دیا۔ پھر اس سائنس دان نے بلب ایجاد کیا۔ 900

سے زائد تجربوں میں ناکام ہوا، کہتے ہیں کہ ہر ناکامی اور شکست نے مجھے نیا حوصلہ دیا یہاں تک کہ کامیاب ہو گیا۔ اس کی ہمت، محنت اور جستجو سے دنیا آج روشن ہے۔ دراصل یہ ماں کے اعتماد دینے سے ہوا۔

اعتماد (Confidence) چار چیزوں سے بڑھتا ہے:

- ① علم، نالج بڑھانے سے، اپنے سبکدوش میں، دنیا کے بارے میں۔
- ② سچا اور اچھا انسان بننے سے، اس سے اعتماد زیادہ ہوتا ہے جبکہ چور اور جھوٹے آدمی میں ڈر ہوتا ہے۔
- ③ خود کو سمجھنے سے۔
- ④ اللہ پر توکل اور اعتماد سے۔

کامیابی اور ناکامی یقین سے شروع ہوتی ہے۔ یقین کامل کامیابی کی کلید ہے۔ کوئی بھی چیز حاصل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ کو یقین ہو کہ آپ اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ بار بار کے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ پہلا انعام ”ذہین“ کو نہیں بلکہ ”یقین“ کو ملتا ہے۔ لہذا یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے آپ ہر کام کر سکتے ہیں، ہر چیز حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر اچھے کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوتی ہے۔ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اگر آپ کو اس میں کامیابی کا مکمل یقین نہیں، معمولی سا بھی شک ہے تو وہ کام ہر گز نہ کریں، آپ یقیناً ناکام ہو جائیں گے۔

یقین حاصل کرنے کے طریقے:

بہت سے لوگ اپنے مقاصد صرف اس لیے حاصل نہیں کر پاتے کیونکہ انہیں کامیابی کا یقین نہیں ہوتا۔ ریسرچ سے یہ بات بار بار ثابت ہو چکی ہے کہ ناکامی کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ فرد کو اپنی کامیابی پر شک ہوتا ہے یعنی اسے اپنی کامیابی اور صلاحیتوں پر یقین کامل نہیں ہوتا۔

گول طے کرنے کے بعد یہ یقین کریں کہ آپ اپنے گول کو حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ کامیابی یقین کامل سے حاصل ہوتی ہے۔

یقین کامل حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں:

- جس چیز کو بار بار دہرایا جائے فرد کو اس پر یقین آجاتا ہے۔ اگر کسی جھوٹ کو بھی بار بار دہرایا جائے تو لوگ اس پر بھی یقین کر لیتے ہیں۔
- ہٹلر نے جرمنی میں اس طریقے کو بہت کامیابی کے ساتھ استعمال کیا۔ لہذا یقین کامل کے حصول کے لیے اپنے گول کو دن میں کم از کم ۳ بار صبح، دوپہر، شام بلند آواز سے پر جوش لہجے میں تین، چار بار پڑھیں۔ یہ مشق کم از کم صبح شام ضرور کی جائے۔ ایک ماہ کے اندر اندر آپ کو یقین کامل حاصل ہو جائے گا۔
- ہر وقت اپنے آپ کو بتاتے رہیں کہ آپ اپنا مقصد اور گول حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کو یقین کامل حاصل ہو جائے گا۔
- اپنے لکھے ہوئے گولز کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں، پرس میں رکھ لیجیے۔ اس طرح آپ جب بھی پرس کھولیں گے تو آپ کی نظر اپنے گولز پر پڑے گی۔ گولز کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھیں، آپ کو کامیابی کا یقین آجائے گا۔

منظم زندگی:

موجودہ دور میں تنظیم سازی ایک فن کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ منظم ہونا بھی باقاعدہ فن ہے چنانچہ خود کو، اپنے وقت کو، اپنی فیملی کو، اپنے گھرانے کو، اپنے خاندان کو، اپنے قبیلے کو، اپنے محلے کو، اپنے شہر کو، اپنے ضلع کو، اپنے صوبے کو، اپنے ملک کو، اپنے کاروبار کو، اپنی کمپنی کو، اپنے ادارے کو، اپنی آرگنائزیشن کو، اپنی تنظیم اور جماعت کو منظم کرنا آسان بھی ہے اور مشکل ترین بھی۔ اگر کوئی اپنے آپ کو منظم ہونا یا کرنا چاہے تو بہت سہولت کے ساتھ منظم ہو سکتا اور کر سکتا ہے۔ اور اگر اپنے آپ کو یاد و سروں کو منظم نہ کرنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت، کوئی استاد، کوئی کتاب، کوئی ادارہ اسے منظم نہیں کر سکتا۔

ایک نظم و ضبط کی تکلیف برداشت کرنا ہے اور دوسرا پچھتاوے کی تکلیف ہے کہ کاش میں دوران تعلیم محنت کرتا، کاش میں وقت ضائع نہ کرتا، یہ پچھتاوے کی تکلیف بہت اذیت ناک تکلیف ہے۔ اس کی نسبت نظم و ضبط کی تکلیف یہ ہے کہ آف میں صبح سویرے کیسے اٹھوں، میں فلاں کام کیسے کروں، میں تعلیم کے لیے ذلت اور تکلیف کیسے اٹھاؤں، دوسری جگہ جا کر عزت کیسے پاؤں، وقت کی پابندی کیسے کروں، یہ نظم و ضبط کی تکلیف جو برداشت کرتا ہے تو پھر وہ آسندہ پچھتاوے کی ذلت سے بچ جاتا ہے۔ جو لوگ وژنری ہوتے ہیں ان کی زندگیوں میں نظم و ضبط مثالی ہوتا ہے، ان کے کاموں میں بے ترتیبی اور انتشار نہیں ہوتا۔ ان کا منٹ منٹ بلکہ لمحہ لمحہ مربوط ہوتا ہے۔ ان کے روزمرہ کے معمولات میں ایک ترتیب، نفاست، سلیقہ، نرمی اصول، ڈسپلن نظر آئے گا۔ نیند پر کنٹرول، ورزش کے پابند ہونگے، ان کی جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوگی۔

الغرض نظم و ضبط کے لیے مختلف مواقع میں تنظیم ضروری ہے۔

اپنے آپ کو منظم کرنا:

کامیاب اور اچھا بننے کے لیے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو، اپنی ذات کو، اپنی شخصیت کو منظم کرے، اپنی چوبیس گھنٹے کی روٹین ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے اوقات اور کاموں کا ٹائم ٹیبل بنائے۔

دوسرا اپنی گھریلو زندگی کو منظم کریں، تیسرا دفتری یا تعلیمی زندگی کو منظم کریں، چوتھا اپنے حلقہ احباب کو منظم کریں، پانچواں یہ کہ اپنے ماتحت کام کرنے والوں کو منظم کرنے کی کوشش کریں، اگر استاد ہے تو شاگردوں، اگر گھر کا سربراہ ہے تو گھر والوں کو، اگر ادارے کا سربراہ ہے تو اپنے ادارے میں کام کرنے والوں اور ملازمین کو منظم کرنے کی کوشش کریں۔

اپنے کاموں کو منظم کرنا:

کامیابی کے لیے دوسرا کام اپنے کاموں کو منظم کریں۔ کاموں کو منظم کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس لکھو۔ قرآن پاک میں بھی حکم ہے کہ جب تم کسی کے ساتھ معاملہ کرو تو اس کو لکھ لو۔ [بقرہ: ۲۸۲] لکھی ہوئی بات آدمی کو یاد رہتی ہے۔

انسانی دماغ دو حصوں میں کام کرتا ہے۔ ایک شعوری طور پر اور دوسرا لاشعوری طور پر۔ شعوری طور پر انسان کا دماغ دس فیصد کام کرتا ہے جبکہ لاشعوری طور پر نوے فیصد تک کام کرتا ہے۔

ڈائری لکھنا:

حاصل یہ کہ آپ جو بھی کام کرنا چاہتے ہو اسے اپنی ڈائری میں لکھا ہوا ہونا چاہیے کہ یہ میرا نظام الاوقات ہے۔ جب آپ اپنے کاموں کی ڈائری بنائیں گے اور اس میں کام لکھیں گے تو جب بھی آپ ڈائری پڑھیں گے تو آنکھوں سے دیکھ کر پڑھیں گے اور دماغ آپ کو پیغام دے گا کہ آپ نے فلاں فلاں کام کرنے ہیں۔

ڈائری دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک چھوٹی جیبی سائز کی، جس کو (GK Book) کہتے ہیں جو ہمیشہ آپ کے جیب میں رکھی ہوئی ہونی چاہیے۔ اسی میں عارضی طور پر یادداشتیں ، معلومات ، کام ، وعدے ، موبائل نمبر، نام ، پتے، ذمہ داریاں ، یاد دہانیاں، گھریلو، ذاتی اور دفتری ضروری کام وغیرہ لکھے جاتے ہیں۔

کسی بات کو چھوٹا اور ہلکا سمجھ کر نظر انداز نہ کریں۔ اسی طرح اپنے ذہن اور حافظے پر ہر گزارہ یاد نہ کریں کہ مجھے یہ باتیں یاد رہیں گی۔ یہ چھوٹی ڈائری کاموں کی محافظ ڈائری ہے۔

دوسری بڑی ڈائری کو (DS Book) کہتے ہیں جو دفتر یا گھر پر پڑی رہتی ہے۔ جس میں چھوٹی ڈائری سے ضروری معلومات اور تفصیلات یہاں منتقل کرنی ہوتی ہے اور ساتھ اس بڑی ڈائری میں پانچ قسم کے متفرق کام، باتیں اور منصوبے لکھے جاتے ہیں۔

بڑی ڈائری کے پانچ حصے ہونے چاہئیں۔ ایک حصے میں روزانہ کرنے کے کام، دوسرے میں ہفتہ وار کام، تیسرے میں ماہانہ کرنے کے کام، چوتھے حصے میں سالانہ کرنے والے کام اور پانچویں حصے میں پوری زندگی میں کرنے والے کام۔ جب یہ لکھے ہوئے سامنے ہوں گے تو پھر انسان اس کے لیے جدوجہد بھی کرے گا اور پھر وہ کام ہو بھی جاتے ہیں۔

وقت کی قدر:

وقت انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے جس نے وقت کی قدر کی، اسے صحیح طریقے سے منظم کیا، اسے صحیح طور پر استعمال کیا وہ کامیاب ہو گا اور جس شخص نے وقت کی ناقدری کرتے ہوئے اسے ضائع کر دیا تو وقت اسے ضائع کر دے گا۔

وقت کو قیمتی بنانے کے سلسلے میں اکثر لوگ غفلت کا شکار ہیں۔ جنہوں نے وقت کی قدر کی، انہوں نے دنیا میں عظیم الشان کام سرانجام دیئے۔ امام محمدؒ نے نو سو ننانوے کتابیں لکھیں اور قرآن و سنت سے دس لاکھ ستر ہزار مسائل مستنبط کیے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے کوئی فن ایسا نہیں چھوڑا جس پر کوئی نہ کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ سخت بیماری کے دوران بھی کتابوں کے مطالعے میں مشغول رہتے۔ حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھیں۔ حکیم سعید نے طب کے 80 لاکھ نسخے لکھے، ایک لاکھ 20 ہزار صفحات تحریر کیے۔ ہمدرد یونیورسٹی بنائی۔ سندھ کے گورنر رہے، دارالعلوم کراچی کے خزانچی بھی رہے۔

سمجھ دار لوگ وقت کو صحیح استعمال کر کے وہ کچھ کر کے دکھا دیتے ہیں جس کی کسی کو توقع نہیں ہوتی۔ کامیاب لوگوں کی کامیابی کار از وقت کی قدر اور اس کا صحیح استعمال ہے۔ جو بھی یہ نسخہ استعمال کرے گا، کامیابی کے ٹریک پر چلے گا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وقت کی تنظیم کرنی ہے کہ کس وقت اٹھنا ہے، پھر کیا کرنا ہے۔ ایک مرتبہ وقت کی تنظیم کرے تو ساری زندگی منظم ہو جائے گی۔ کئی سالوں کے پڑے ہوئے کام چند مہینوں میں ہو جائیں گے۔

ایک حکایت ہے کہ ایک جانور کسی درخت سے اپنی ڈاڑھ تیز کر رہا تھا، ایک لومڑی کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے کہا تمہارا تو کوئی دشمن نہیں تو پھر تم کس لیے اپنی ڈاڑھ تیز کر رہے ہو۔ اس نے جواب دیا، تیری بات درست ہے لیکن ابھی فرصت کے لمحات ہیں، اس لیے اپنے ہتھیار تیز کر رہا ہوں کیونکہ جب دشمن سے لڑائی کا وقت آئے گا تو پھر اتنی فرصت کہاں ملے گی، وقت بچانے کے لیے ابھی سے اپنے ہتھیار تیز کر رہا ہوں۔

آج کل لوگوں کی طبیعت میں سستی اور کاہلی اچھی ہے۔ آج کے کام کل پر چھوڑ دیتے ہیں۔ زندگی کے مقاصد متعین نہیں۔ ”پھر کبھی“ اور ”کل“ کی عادت ہو چکی ہے جبکہ عقلمند اور سمجھ دار لوگوں کی کتاب میں ”کل“ کا لفظ بالکل نہیں ملتا۔ یہ لفظ صرف بے وقوف اور احمقوں ہی کی زندگی میں بکثرت ملتا ہے، جس کی وجہ سے وہ وقت ضائع کر کے اپنی دنیا اور آخرت تباہ کر رہے ہیں۔

بد قسمتی سے آج کا انسان، زندگی گزارنے کے صحیح ڈھنگ سے آگاہ ہی نہیں، بہت سے لوگ ہیں جو کم وقت میں بہت زیادہ کام کر لیتے ہیں، صدیوں کا کام سالوں میں کر جاتے ہیں، سینکڑوں منصوبے بناتے ہیں اور بیسوں کو چند ماہ میں مکمل کر لیتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی اور وقت کو منظم کیا ہوتا ہے، ایسے ہی لوگوں کو وژنری کہتے ہیں۔

مقصد متعین اور معلوم کرنا:

انسان کے مختلف مقاصد زندگی ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی نے اپنی زندگی کا مقصد صرف اپنے رب کی عبادت بنا لیا ہوتا ہے کہ میرا وژن یہ ہے کہ ہمہ وقت اللہ کی عبادت کروں گا۔ کرتے کرتے کچھ ہی عرصہ بعد وہ ایک نیک زاہد اور عابد انسان بن جائے

گا۔ کسی نے مقصد زندگی علم حاصل کرنا بنایا ہے، کسی نے سیر و سیاحت تو کسی نے خدمت خلق، کسی نے اپنا مقصد یہ بنایا ہوتا ہے کہ میں ایک عظیم داعی یا مدرس یا بہترین خطیب بنوں گا یا کسی نے بڑا تاجر، ڈاکٹر یا سیاست دان بننا اپنا مقصد حیات ٹھہرایا ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ مقصد زندگی ہزاروں ہو سکتے ہیں۔

جب آپ نے اپنا وژن متعین کر لیا، کوئی مقصد زندگی طے کر لیا، کسی کام اور منصوبے کو اپنا مشن بنالیا تو پھر پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں، ناکامیوں سے ڈرنا بھی نہیں اور پچھتانا بھی نہیں ہے۔ ابتداء میں ناکامیاں ہی کامیابیوں کو جنم دیتی ہیں۔

یہ آفاقی اصول ہے کہ ناکامیاں کامیابی کی خوراک ہوتی ہیں۔ ناکامی کو کامیابی کی پہلی سیڑھی کہا جاتا ہے۔ لہذا ناکامیوں کی پروا کیے بغیر اپنا کام جاری رکھنا چاہیے، ایسے لوگوں کو ہی کامیابی ملتی ہے۔

ناکامیوں کا رونا رونے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ بالآخر رونا دھونا، ہی ان کا مقدر بن جاتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے کامیاب ترین لوگ لاتعداد دفعہ ناکام ہوئے پھر کہیں جا کر کامیابی ملی۔ ایڈیسن کی مثال لیجئے اُس نے بلب بنانے کے لیے ایک ہزار دفعہ ناکام کوشش کرنے کے بعد کامیابی حاصل کی۔ کسی نے پوچھا ایڈیسن تم ایک ہزار دفعہ ناکام ہوئے تو تمہیں مایوسی نہیں ہوئی۔ اس نے جواب دیا بالکل نہیں، بلکہ میں نے ۹ سو ۹۹ ایسے طریقہ ایجاد کیے جن سے بلب روشن نہیں ہو سکتا۔ اب ذرا تصور کیجئے کہ ایڈیسن نے اپنے لیے ایک مقصد متعین کر لیا تھا اور پھر اُس کے لیے مسلسل جدوجہد کرتا رہا، اگر وہ ہمت ہار جاتا تو آج ساری دنیا اس طرح روشن نہ ہوتی۔

الغرض اپنی زندگی کا مقصد متعین کرنا ہے۔ کیونکہ ایک با مقصد زندگی گزارنی

ہے اور ایک کامیاب انسان بننا ہے۔ اپنی ذاتی اور اجتماعی زندگی کو بہتر سے بہتر، منظم سے منظم، با مقصد سے با مقصد بنانا ہے۔ یہی کامیابی ہے، زندگی میں خواب بڑا دیکھنا چاہیے۔ مقصد بڑا رکھنا چاہیے۔ اور پھر اسی بڑے خواب اور بڑے مقصد کو دیکھ کر آگے بڑھنا ہے تب کامیاب ہوں گے یعنی چلنا زمین پر لیکن نگاہ آسمان پر لہذا سوچ اور خواب بڑا ہونا چاہئے۔

کامیابی کے لیے ضروری اور بنیادی چیز خواب (وژن) ہے، سوچ اور مقصدیت ہے۔ غریب وہ نہیں جس کی جیب میں پیسے نہیں بلکہ غریب وہ ہے جس کے خواب، سوچ اور مقصد زندگی نہ ہو۔ بڑا خواب اور بڑا مقصد اور سوچ خود بخود انسان کو موٹیویشن دیتا ہے۔ اور جب خواب بڑا ہوتا ہے تو اللہ آپ کی طاقت اور ایسنرجی بھی بڑا دیتا ہے۔ بڑے کام وسائل سے نہیں، بڑے کام جذبے سے ہوتے ہیں۔

ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے کسی مقصد کے لیے پیدا کیا ہوتا ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھ دی ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں: کہ انسان کے بچے کی دو پیدا نشیں ہیں ایک ماں کے پیٹ سے دنیا میں آجانا، دوسری پیدائش وہ ہے جب وہ اپنی صلاحیت تلاش کر کے اُسے پا لیتا ہے کہ میں کس کام کے لیے دنیا میں آیا ہوں۔ غالب کے خطوط میں یہ جملہ پایا جاتا ہے کہ دنیا کا خوش قسمت ترین انسان وہ ہے جس کا ذریعہ معاش اور شوق ایک ہے۔ دنیا کا ہر بندہ کام کرنے سے تھکتا ہے، محبت سے کوئی نہیں تھکتا۔ ہر انسان کا پیدائشی مقصد ہی وہ کام ہوتا ہے جو وہ محبت کے ساتھ کرتا ہے اور کرنے سے نہیں تھکتا۔

جدید ریسرچ کے مطابق ہر بندے میں کوئی نہ کوئی ٹیلنٹ ضرور ہوتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے ترقی کرتا ہے۔ اپنے اندر جانک کر دیکھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر کونسی قابلیت اور صلاحیت پیدا کی ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پاجاسراغ زندگی

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

ریسرچ کے مطابق آج دنیا کے اربوں آدمیوں میں ٹوٹل ۷۳ ٹیلنٹس موجود ہیں۔

ہر آدمی میں ایک یا زیادہ ٹیلنٹ ضرور پائے جاتے ہیں۔

آپ اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اس فیلڈ میں کچھ کریں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے

آپ کو پیدا کیا ہے۔ لوگ اس چیز کو فالو کرتے ہیں جو مارکیٹ میں ٹرینڈ چل رہا ہوتا ہے، ایسا

نہیں کرنا چاہیے کیونکہ سکوپ فیلڈ میں نہیں ہوتا بلکہ ٹیلنٹ میں ہوتا ہے۔ ہم دوسرے کو

دیکھ کر فیلڈ کا انتخاب کرتے ہیں جو درست نہیں۔

وژن اور مشن:

وژن، ”مستقبل بنی“ کو کہتے ہیں یعنی مستقبل کی وہ تصویر جو آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔

ذہن میں آپ نے کوئی منصوبہ سوچا کہ کاش! ایسا ہو جائے۔

دنیا بھر میں تمام بڑے اور اہم کاموں اور منصوبوں کا آغاز ایک خواب، ایک

سوچ، ایک خیال سے ہوا ہے، ہوتا ہے اور ہوتا ہے گا۔

انسان پہلے خواب دیکھتا ہے، پھر منصوبہ سوچتا ہے، پھر پلاننگ کرتا ہے اور پھر بندرتج

عمل کا آغاز کرتا ہے یعنی پہلے خواب پھر تعبیر اور اس کے بعد پھر تعمیر کھڑی ہوتی ہے۔

خوابوں کی تعبیر انہیں ملتی ہے جو جہد مسلسل، عمل پیہم، مستقل مزاجی، محنت اور

یقین سے کام کرتے ہیں۔ دعا اور یقین کا بظاہر کوئی وجود نظر نہیں آتا لیکن ان سے بڑے بڑے

کام ہو جاتے ہیں، یہ ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔

وڈرنری شخص کا ہر دن، ہر گھنٹہ، ہر لمحہ اس کو اس کے وڈرن کے قریب لے جا رہا ہوتا ہے۔ ان کی ڈکشنری میں لفظ ”نہ“ نہیں ہوتا۔ ناکامیوں پر حسرت کرنا، غلطیوں پر آنسو بہانا اور ناؤم ہونا، ان کی فطرت میں نہیں ہوتا۔

وہ پہلا قدم اٹھانے سے پہلے ہزار بار تو سوچتا ہے لیکن قدم اٹھانے کے بعد ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتا، یہاں تک کہ کامیابی ان کے قدم چوم لیتی ہے۔ کیونکہ وڈرن ہونا کامیابی کی کلید ہے۔ اگر آپ بھی کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو پھر آج ہی اپنا وڈرن بنائیے اور اسے کلیر کیجئے، مقصد حیات متعین کیجئے، اپنی منزل کی سمت کا یقین کیجئے، ہر اعتبار سے سوچئے کہ مجھے کیا بننا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔

آپ اپنی دلچسپیوں کے مطابق کوئی بھی شعبہ چنیں۔ پھر اس کے لیے شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم منصوبہ بنائیں۔ پھر محنت، پوری توجہ، کوشش، جدوجہد اور مستقل مزاجی کے ساتھ جُت جائیں۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں یہاں تک کہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جائیں۔ ہمت والے لوگ ہی اپنے مشنوں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ تاریخ اور تجربہ یہی کہتا ہے۔

وڈرن مستقبل کی وہ تصویر جو آپ دیکھنا چاہتے ہیں یا وہ مقصد جو آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مشن اس وڈرن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا نام ہے۔

منصوبہ بندی (پلاننگ):

جب ایک دفعہ آپ نے اپنی زندگی کا کوئی مقصد متعین کر لیا تو پھر آپ نے اس مقصد کے حصول کے لیے منصوبہ بندی کرنی ہے۔ منصوبہ بندی کر لینے کے بعد پھر بڑھتے ہی چلے جانا ہے۔

چھوٹے چھوٹے کاموں کی بھی منصوبہ بندی کر لینی چاہیے۔ مشہور مقولہ ہے کہ:
 “جو شخص اپنے کاموں کی منصوبہ بندی نہیں کرتا وہ دراصل ناکامیوں کی منصوبہ
 بندی کر رہا ہوتا ہے”۔

کام شروع کرنے سے پہلے منصوبہ بندی نہ کرنے میں کیا نقصان ہوتا ہے؟ اس کے
 متعلق حکایت ہے کہ:

ایک ہوشیار بوڑھا صبح جنگل سے گزر رہا تھا، راستے میں لکڑہارا دیکھا جو اپنے آڑے
 سے ایک درخت کو کاٹ رہا تھا، شام کو جب وہ واپس ہوا تو اس نے لکڑہارے کو دیکھا کہ وہ اسی
 طرح اس درخت کے کاٹنے میں مصروف ہے۔

اس نے ہمدردی کے انداز میں لکڑہارے سے پوچھا: بھائی پورا دن گزرنے کے
 باوجود آپ سے درخت کیوں نہ کٹا؟ لکڑہارے نے جواب دیا میرا آراتیز نہیں۔ بوڑھے نے
 کہا آپ نے تھوڑی دیر رک کر آڑے کو تیز کر لینا تھا۔ لکڑہارے نے جواب دیا کہ میرے پاس
 اتنا وقت نہیں تھا۔ بزرگ نے کہا: اگر تو صبح کام شروع کرنے سے پہلے تھوڑا سا وقت نکال کر
 آراتیز کر لیتا تو آج کے دن کی محنت کے بدلے تو کئی درختوں کی لکڑیاں حاصل کر لیتا۔

جس شخص کی منصوبہ بندی زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر ہوگی، اُس کے کام اتنے
 ہی جلد پایہ تکمیل کو پہنچیں گے۔ سب سے پہلے آپ یہ تشخیص کریں کہ آپ نے کرنا کیا ہے؟
 آپ کا وژن کیا ہے؟ آپ کا منصوبہ کیا ہے؟ آپ کیا بڑا کام کرنا چاہتے ہیں؟ کس لائن میں کن
 خطوط پر کام کرنا ہے؟ کسی بھی اہم کام اور منصوبے کی کامیابی میں معلومات، صلاحیت اور
 قابلیت کا مجموعہ درکار ہوتا ہے۔ معلومات، صلاحیت اور قابلیت کے مجموعے کا نام اہلیت کہلاتا
 ہے۔ جو ہمیں اپنے وژن کے حصول میں مدد فراہم کرتی ہے۔

اسٹیشن کو ہن ایک بہت بڑا راسٹر ہے، اس نے ایک کتاب لکھی جس کا ترجمہ احسن بٹ نے کیا ہے۔ اُس کتاب کا نام ہے ”کامیاب لوگوں کی سات عادتیں“ اس کتاب میں اس نے ہر طبقے کے کامیاب لوگوں کی عادات کو جمع کیا ہے، پھر ان عادات میں سے قدرے مشترک ایک عادت یہ بتائی ہے کہ کامیاب لوگ اپنے کاموں کا زیادہ تر وقت، منصوبہ بندی میں لگاتے ہیں۔ یہاں دو باتیں قابل غور ہیں۔ جس شخص یا ادارے کی سب سے زیادہ منصوبہ بندی ہوگی۔ اس طریقے سے اُسے کامیابی ملے گی، جس کی منصوبہ بندی ناقص ہوگی اسی طریقے پر کامیابی سے پیچھے ہٹے گا۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ شروع میں ایک مشن ہوتا ہے، جذبہ ہوتا ہے، مگر ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے وہ مشن اور جذبہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے لیے منصوبہ بندی درست کر لی جائے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ بڑا کام کرنے کا یہی اصل طریقہ ہوتا ہے کہ پہلے سوچیں اور منصوبہ بندی کریں۔

کہا جاتا ہے کہ چیتا اپنے شکار کے لیے ایک طویل منصوبہ بندی کرتا ہے، چیتے میں یہ خاصیت ہے کہ وہ سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار صرف 3.5 سیکنڈ میں حاصل کر لیتا ہے۔ چیتا کافی وقت پہلے ہی سے شکار کی منصوبہ بندی کرتا ہے، پھر عین موقع پر اس خاصیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک منٹ کے اندر اندر ہرن کا شکار کر لیتا ہے۔ اگر انسان ہر کام کی صحیح منصوبہ بندی کرے تو اصل کام بہت جلد ہو جاتے ہیں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے کاموں کی منصوبہ بندی نہیں کرتے جس کی وجہ سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہر کام محنت اور منصوبہ بندی سے کریں تو ڈھیر سارے کام جلد پورے ہو جائیں، چنانچہ آپ اپنی ذات میں آج ہی سے ہر اہم کام کی ٹھوس منصوبہ بندی

کرنے کی عادت ڈالیں۔

کامیابی کبھی خود بخود حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے منصوبہ بندی کرنا پڑتی ہے اور یہ منصوبہ بندی آپ نے کرنی ہے۔ چنانچہ گول طے کرنے کے بعد اپنے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے آپ کو ایک اچھے اور قابل عمل پلان کی ضرورت ہے۔ فوجیوں کی طرح ایک ماسٹر پلان مگر ساتھ ہی دوسرا پلان بھی بنالیں تاکہ اگر کبھی غیر متوقع حالات کی وجہ سے پہلا پلان ناکام ہو جائے تو دوسرے پلان کو اختیار کر لیا جائے۔ ایک اچھا پلان کامیابی کی بنیاد ہے۔

ایک دانش مندانہ پلان کامیابی کی طرف پہلا قدم ہے۔ پلاننگ وقت بچاتی ہے، پلاننگ کا ایک منٹ، عمل کے ۱۰ منٹ کو بچاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں آپ پلاننگ کی وجہ سے 10 گنا وقت اور محنت بچا لیتے ہیں۔ جب آپ ایک بار ماسٹر پلان بنالیں تو توقع رکھیں کہ اس میں ہر روز بقدر ضرورت تبدیلیاں، ترامیم، اور اصلاح کرنی پڑے گی۔

پلاننگ کامیابی کی کنجی ہے۔ پلاننگ کے بغیر آپ کا خواب اور گول صرف ایک خواہش اور آرزو ہے۔ اگر آرزوئیں گھوڑے ہوتے تو ہر احمق شاہ سوار ہوتا۔ اگر آپ پلاننگ نہ کریں گے تو ناکام ہو جائیں گے۔

منصوبے تین قسم کے ہوتے ہیں:

① لانگ ٹرم پلاننگ (طویل المیعاد منصوبہ بندی)

یعنی بیس یا پچاس سالہ منصوبہ: جہاں تک کام کر سکیں گا کرونگا، اس کے بعد میرا بیٹا، شاگرد کام کرے گا، اُس کے بعد اُس کا بیٹا یا شاگرد، یہ لمبا منصوبہ ہوتا ہے۔

- ② مڈ ٹرم پلاننگ (اوسط المیعاد منصوبہ بندی) یعنی دس، پندرہ سالہ منصوبہ۔
- ③ شارٹ ٹرم پلاننگ (قلیل المیعاد منصوبہ بندی) یعنی دو، تین یا پانچ سالہ منصوبہ۔
- بقول کسے کہ بہت سے لوگ اس وجہ سے بڑے کام نہیں کرتے کہ ہمیں مرجانا ہے اور بہت سارے لوگ اسی وجہ سے بڑے کام کرتے ہیں کہ کام کر کے مریں گے۔ کسی کام کے لیے اپنی حد تک سوچنا اچھا اور مثبت رویہ نہیں۔
- اگرچہ زندگی بہت ہی مختصر سی ہے لیکن کام کرنے والے اس تھوڑی سی زندگی میں بھی بہت بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے جاتے ہیں۔ گوروں نے اتنا زیادہ کام کیا ہے کہ ان کی دماغ کی رگوں کو پسینہ آگیا ہے اور ہم اتنا بھی کام نہیں کرتے کہ ہمارے جسم کو پسینہ آجائے۔ کام کرنے کے لیے ہمت، محنت اور مستقل مزاجی چاہیے۔

ترقی اور کامیابی کے تین زینے ہوتے ہیں:

- ① پہلا زینہ محنت ہے، آپ اگر صبح، دوپہر اور شام تین اوقات میں محنت کر سکتے ہیں تو ۳۰ فیصد کامیاب ہو جائیں گے۔

لیکن افسوس کہ ہمارے قوم میں نوے فیصد لوگ سست اور آرام طلب ہیں، محنت نہیں کرتے، آپ جب بھی محنت شروع کریں گے تو نوے فیصد سست لوگوں کی فہرست سے نکل کر دس فیصد محنتی لوگوں میں داخل ہو جائیں گے اور ترقی کے لیے اہل لوگوں میں شمارہ ہونے لگیں گے۔

② دوسرا زینہ ایمانداری ہے۔ ایمانداری چار عادتوں کا مجموعہ ہے:

(۱) وعدے کی پابندی۔ (۲) جھوٹ سے نفرت۔

(۳) زبان پر قائم رہنا۔ (۴) اپنی غلطی کا اعتراف کرنا۔

جب آپ محنت کے بعد ایمانداری کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لو گے، وعدہ کر کے پورا کرو گے، جھوٹ کسی قیمت پر نہ بولو گے، زبان سے ایک بار بات کرنے پر ہمیشہ قائم رہو گے، اور اپنی غلطی، کوتاہی، خامی کا اعتراف کرو گے تو ایماندار ہو جاؤ گے۔ ایمانداری سے ۵۰ فیصد کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

③ کامیابی کا تیسرا زینہ ہنر و مہارت (سکل، پروفیشنل ازم) ہے۔ آپ کا ہنر آپ کو باقی ۲۰ فیصد کامیابی دے گا۔

لہذا آپ اس طرح سو فیصد کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ ہر گز نہیں ہو سکتا کہ محنت اور ایمانداری کا ۸۰ فیصد کامیابی چھوڑ کر صرف ہنر کے ۲۰ فیصد پر زور لگا کر کامیابی کا خواب دیکھنے لگو، یقیناً یہ بیوقوفی ہے۔

فریم ورک اور ٹیم ورک:

وژن کی تکمیل کے لیے دو چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہے: ایک فریم ورک دوسرا ٹیم ورک۔ فریم ورک کو آپ سانچہ اور ڈھانچہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ کے عقائد، نظریہ، سوچ، فکر و فلسفہ، اصول و قوانین اور نظام کا وہ مجموعہ جس کی بنیاد پر آپ فیصلہ کرتے ہیں فریم ورک کہلاتا ہے۔

فریم ورک سے وژن کا حصول آسان ہو جاتا ہے، کام بہتر سے بہترین اور آسان سے

آسان ترین ہوتا چلا جاتا ہے۔ فریم ورک سے ادارے، تنظیم اور کمپنی کی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے، دوسروں کے لیے نمونہ اور رول ماڈل بن جاتا ہے۔ ادارے کا نام معیار کی علامت اور ضمانت بن جاتا ہے اور لوگ آپ پر اعتماد کرنے لگتے ہیں۔

ماضی میں عہد خلافت سے لے کر بنو امیہ، بنو عباس اور خلافت عثمانیہ تک مسلمانوں نے ایک ایک کام اور ایک ایک چیز کا اچھا فریم ورک بنایا تھا تو دنیا پر حکمرانی کرتے تھے۔ تجربہ ہے کہ خیانت اور بددیانتی بہترین فریم ورک کو تباہ کر دیتی ہے اور دیانت و ایمانداری کمزور فریم ورک کو ترقی کی معراج تک پہنچا دیتی ہے۔

ٹیم ورک:

مشترکہ اہداف کے حصول کے لیے مل جل کر کام کرنے کو ٹیم ورک کہتے ہیں۔ ترقی ہمیشہ ٹیم ورک کی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ جس ادارے، کمپنی، ملک و قوم کا ٹیم ورک اچھا ہو وہ ترقی کرتا ہے۔ ٹیم ورک کے لیے لازمی ہے کہ اس میں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ ہو، وسیع ظرف ہو۔

ٹیم ورک میں تین بڑی سطحیں ہوتی ہیں:

- ① اعلیٰ سطح کے افراد جنہیں پالیسی ساز افراد کہتے ہیں۔ اس کی حیثیت انسان کے سر جیسی ہے۔
- ② درمیانی سطح کے لوگ۔ یہ لوگ بنائی گئی پالیسی کو نافذ کرتے ہیں۔ ان کی حیثیت انسان کے ہاتھ پاؤں جیسی ہوتی ہے۔ یہ قوت نافذہ کے مالک ہوتے ہیں۔
- ③ آخری سطح کے لوگ، ورکر، کارکن اور ادارے میں کام کرنے والے عام افراد، ان

کی حیثیت انسانی دھڑ جیسی ہے۔

جس طرح انسان جسم میں دل، دماغ، ہاتھ پاؤں، جگر، گردے سب صحیح ہوں تو انسان تندرست کہلاتا ہے اس طرح جب کسی ادارے یا تنظیم میں سربراہ، چیئرمین، ناظم، کارکن، ملازم، چوکیدار، خاک روب تعاون کریں، سب کا وژن اور مشن ایک ہو تو تب ادارے ترقی کرتے ہیں، تب ہی وہ اپنے وژن میں کامیاب ہوتے ہیں۔

الغرض کامیابی اور ترقی کے لیے اچھے فریم ورک کے ساتھ ساتھ اچھا ٹیم ورک بھی ضروری ہے ورنہ دائروں کا سفر ہی کرتے رہیں گے اور منزل نہیں ملے گی۔

مثبت ذہنی رویہ:

کسی بھی شعبے میں کامیابی کے لیے مثبت سوچ اور رویے کا کردار بنیادی ہے۔ اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیشہ مثبت سوچیں۔ کامیابی کے بارے میں سوچیں تو کامیابی حاصل ہوگی۔ بہترین کی توقع کریں تو بہترین حاصل کر لیں گے۔ آپ منفی بھی سوچ سکتے ہیں اور مثبت بھی لہذا دھیان سے سوچئے کیونکہ آپ جیسا سوچیں گے ویسا ہی ہو جائے گا۔ ہمیشہ اچھا اور مثبت سوچئے۔ اگر اچھا نہیں سوچ سکتے تو کم از کم برا تو نہ سوچیں۔ بری سوچوں سے بچیں، بری سوچیں آپ کی زندگی کو خراب اور برا کر دیں گی۔

معروف امریکی ماہر نفسیات ولیم جیمز نے ایک بار کہا تھا کہ بیسویں صدی کی ایک عظیم دریافت یہ ہے کہ ہم اپنے ذہنی رویے کو بدل کر اپنی زندگی کو بدل سکتے ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی کی ایک ریسرچ کے مطابق کامیابی میں مثبت رویے کا کردار 85 فیصد ہے جب کہ ذہانت اور تعلیم کا کردار صرف 15 فیصد ہے۔ 1982ء کے ایک سروے میں 94 فیصد کامیاب لوگوں نے اپنی

کامیابی کا ذمہ دار اپنے مثبت رویے کو قرار دیا۔ کامیابی کے حوالے سے ایک 50 سالہ ریسرچ سے معلوم ہوا کہ کامیابی کا زیادہ تر تعلق فرد کے ذہنی رویے کے ساتھ ہے۔

جوتے بنانے والی دو کمپنیوں نے اپنی مصنوعات کی مارکیٹنگ کے لیے اپنا اپنا نمائندہ افریقہ بھیجا تا کہ وہاں جوتے فروخت کیے جاسکیں۔ دونوں نمائندے جب وہاں پہنچے تو ان کو حیرت ہوئی کہ وہاں کی اکثریت جوتے پہنتی ہی نہیں۔ ایک کمپنی کے نمائندے نے جو کہ منفی رویے کا مالک تھا اپنی کمپنی کو لکھا: ”یہاں جوتے نہیں بکیں گے کیونکہ یہاں لوگ جوتے پہنتے ہی نہیں۔“ دوسری کمپنی کے نمائندے نے جو مثبت ذہنی رویے کا مالک تھا بہت پُر جوش خط لکھا کہ: ”یہاں جوتے خوب بکیں گے کیونکہ اکثر لوگ ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔“

کامیابی کا سفر مثبت ذہنی رویے سے شروع ہوتا ہے۔ رویہ ہی اس بات کا تعین کرتا ہے کہ آپ کامیابی کے سفر میں کہاں تک جاسکتے ہیں۔ آپ کا رویہ آپ کی بلندی کا تعین کرتا ہے۔ دنیا کی ساری عظیم کامیابیوں کی بنیاد مثبت ذہنی رویہ ہے۔ کامیابی کے سفر میں مثبت ذہنی رویہ ہر چیز سے اہم ہے۔ یہ علم، ذہانت، سرمایہ، محنت اور ہنر سے بھی زیادہ ضروری بلکہ ہر چیز سے زیادہ ضروری ہے۔ مثبت ذہنی رویہ کامیابی کی ضمانت ہے جب کہ منفی ذہنی رویے سے کوئی فرد کامیاب نہیں ہو سکتا۔

زندگی میں مثبت سوچ اعلیٰ اخلاقی کردار کو تخلیق کرتی، منزل تک رسائی آسان بناتی ہے۔ مال میں برکت لاتی، اولاد کو صالح بناتی، کامیابیاں سمیٹتی اور مادی فلاح و بہبود کا باعث بنتی ہے۔

دوسری جانب منفی رویہ ہے جو انسان کو ذہنی مریض بناتا، مایوسی پیدا کرنا، حسد و جلن کے لاؤ جلاتا اور رشتوں میں تفریق کرتا ہے۔

لہذا منفی جذبوں پر قابو پانا ضروری ہے جیسے غصہ، حسد، بغض، نفرت، جلن، انتقام، کینہ، تکبر وغیرہ۔

مثبت سوچ ہی انسان کی کامیابی کا زینہ ہوتی ہے۔

دنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں:

ایک وہ جو سوچتے ہیں کہ کوئی کام ”ممکن“ ہے اور دوسرا وہ جو سوچتے ہیں کہ کوئی کام ”ناممکن“ ہے۔ ”ناممکن“ سوچنے والے فرد کو ہر نئے، بڑے اور انوکھے خیال اور پلان میں خرابیاں ہی نظر آئیں گی اور وہ اسے ختم کرنے کے حق میں دوٹ دے گا اور کوشش ترک کر دے گا۔ مگر ”ممکن“ سوچنے والا فرد جانتا ہے کہ ہر نئے، انوکھے اور شاندار خیال اور پلان میں کوئی نہ کوئی خرابی ضرور ہوتی ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ یہ ممکن ہے لہذا وہ کوشش ترک نہیں کرتا کیونکہ اسے یہ علم بھی ہے کہ ہر اہم کام شروع میں ناممکن محسوس ہوتا ہے، اسے یقین ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر اگرچہ مسئلہ مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا حل بھی ضرور پیدا کیا ہے۔ یہ سوچ کر مسئلے کو حل کرنے کے لیے اس کی تخلیقی صلاحیتیں متحرک ہو جاتی ہیں۔

رویہ مثبت بنانے کے لیے مندرجہ ذیل امور ضروری ہیں:

① روزانہ جس فرد سے بھی ملاقات ہو اسے ہمیشہ مثبت بات کہیں، چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

② تقریباً ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں، مثبت اور منفی۔ کامیاب لوگ ہمیشہ مثبت پہلو دیکھتے ہیں اور ناکام منفی۔ چنانچہ ہر چیز اور تمام حالات میں بھی مثبت پہلو تلاش کریں مثبت طرز عمل اختیار کریں۔ جب آپ تلاش کرتے ہیں تو آپ مٹی نہیں بلکہ سونا تلاش کریں کیونکہ سونا مٹی ہی میں ملتا ہے۔

- ۳) ہر خرابی میں خیر کا پہلو تلاش کریں، مل جائے گا۔ زحمتوں کی بجائے اللہ تعالیٰ رحمتیں شمار کریں، نقصان کے بجائے جو بچ گیا اس کو دیکھیں۔
- ۴) سوچیں کہ اگر دوسرے کر سکتے ہی تو میں کیوں نہیں کر سکتا۔ خدا نے ہر فرد کو کامیاب ہونے کے لیے بنایا ہے۔
- ۵) فوری یا، ابھی ”کام کرنے کی عادت اپنائیں۔ اگر آپ مثبت رویہ اپنانا چاہتے ہیں تو اس مقولے کو دل میں بسالیں۔“ ابھی ورنہ کبھی نہیں ”کام کو ملتوی کرنے کی عادت کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دیں۔
- ۶) مثبت توقع اور سوچ کی شعوری مشق کریں۔ ہمیشہ بہترین کی توقع کریں۔ آپ جیسی توقع کرتے ہیں اکثر ویسا ہی ہوتا ہے۔
- ۷) منفی سوچوں، فقروں اور رویوں سے بچیں۔ ”ناممکن“ کے لفظ کو اپنی ڈکشنری سے خارج کر دیں۔ اس کے لیے منفی سوچوں اور رویوں والے افراد سے بھی بچیں۔ ان کے لیے اپنے کان بند کر دیں، چاہے وہ آپ کے قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ عموماً ناکام لوگ ہوتے ہیں۔
- ۸) جو نہی کوئی منفی خیال آئے، اسے فوراً مثبت میں بدل دیں۔ انسان کے ذہن میں ایک وقت میں صرف ایک ہی خیال رہ سکتا ہے۔ جب آپ بار بار اس طرح کریں گے تو پھر مثبت سوچ آپ کی عادت بن جائے گی۔ کوئی بھی فرد اپنے منفی رویوں کو مثبت رویوں میں بدل کر اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

⑨ دماغ کو منفی سوچوں سے محفوظ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کو مثبت کاموں میں لگائیں۔ اس کے علاوہ شعوری طور پر عادتاً اپنے ذہن میں اچھے، صاف ستھرے، طاقتور اور مثبت خیالات ڈالتے رہیں۔ بار بار ایسا کرنے سے یہ آپ کی عادت بن جائے گی۔

⑩ اپنے جذبات کے اظہار کے لیے ہمیشہ مثبت اور پُر جوش الفاظ استعمال کریں۔ مثلاً اگر کوئی آپ سے حال چال پوچھے تو پُر جوش انداز میں کہیں ”میں بہت زبردست اور شاندار محسوس کر رہا ہوں۔“

⑪ کامیاب، پُر جوش اور مثبت سوچ والے افراد کی رفاقت اختیار کریں۔

⑫ تشکر کا رویہ اپنائیں۔ مسائل اور مصیبتوں کی بجائے رحمتیں شمار کریں۔ پھر ان رحمتوں کے لیے اپنے رب کا شکر یہ ادا کریں۔ خصوصاً رات سوتے وقت ان نعمتوں کو شمار کریں جو اللہ کریم نے آپ کو دی ہیں۔ مثلاً ایمان، صحت، علم، اچھی فیملی، اچھی بیوی، اچھا خاوند، اولاد، تعلیم اور دولت وغیرہ۔ پھر ان کے لیے تہہ دل سے اپنے رب کا شکر یہ ادا کریں۔ تشکر سے مثبت رویہ تشکیل پاتا ہے۔

⑬ اپنے علم میں مسلسل اضافہ کریں، کوئی کورس کر لیں، اچھی کتب پڑھیں، سیمینار اٹینڈ کریں۔

⑭ تنقیدی سوچ کی بجائے تعمیری سوچ اپنانا اور بنانا چاہیے۔

⑮ کسی شخص یا کام یا بات میں صرف تنقیدی پہلو پہ نظر رکھنا اور مثبت و تعمیری پہلو کو نظر انداز کرنا منفی رویہ ہے۔

درست اور بروقت فیصلہ:

کامیابی کا انحصار دو اہم عناصر پر ہے۔ ایک جلد فیصلہ اور دوسرا اس پر ثابت قدم رہنا اور اس پر فوراً عمل کرنا۔

کامیاب لوگوں کا بنیادی وصف یہ ہے کہ یہ لوگ فیصلہ جلد کرتے ہیں مگر بدلتے دیر سے ہیں۔ دوسری طرف ناکام لوگ فیصلہ دیر سے کرتے ہیں مگر بدلتے جلد ہیں۔ ہماری زندگی میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا آغاز فیصلے سے ہی ہوتا ہے۔

ناکام لوگ غلط فیصلہ کرنے کے خوف کی وجہ سے فیصلہ ہی نہیں کر پاتے۔ غلط فیصلہ کرنا، فیصلہ نہ کرنے سے بہتر ہے۔ غلط فیصلے کی صورت میں آپ نے صرف ایک اور فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور فیصلہ نہ کرنے کی صورت میں آپ ناکامی کا خطرہ مول لیتے ہیں اور کامیابی کے کئی اہم مواقع ضائع کر دیتے ہیں اور غمگین ترین فقرہ ”کاش میں ایسا کر لیتا“ کہتے ہیں۔

بعض لوگ فیصلہ کرنے کے لیے مثالی وقت کا انتظار کرتے ہیں، مثالی وقت کا کوئی وجود نہیں۔ عموماً مثالی وقت ”ابھی“ ہوتا ہے۔ ابھی، ورنہ کبھی نہیں۔ مثبت ذہنی رویے والا فرد جانتا ہے کہ ہر فیصلے میں کچھ نہ کچھ خطرہ ضرور ہوتا ہے۔ کوئی بھی فیصلہ خطرے سے آزاد اور خالی نہیں ہوتا۔

التوا کی عادت کا خاتمہ:

کامیابی کی بہت بڑی دشمن کام کو ملتوی کرنے کی عادت ہے۔ کامیاب لوگ کبھی اہم کام کو ملتوی نہیں کرتے کیونکہ کام کو ملتوی کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ التوا کی وجہ سے فرد بہت سے مواقع سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور کئی امکانی مواقع ضائع کر دیتا ہے۔

کامیاب لوگ وقت ضائع نہیں کرتے خصوصاً کام شروع کرنے میں ہرگز وقت ضائع نہیں کرتے، وہ کام کو جلد شروع کرتے ہیں اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔

التواکی عادت کو ختم کیسے ہو:

- ہر کام کو مکمل کرنے کا وقت مقرر کر لیں۔ یہ ایک بہت موثر طریقہ ہے۔
- اگر کام مشکل یا بڑا ہے تو اس کو چھوٹے حصوں میں تقسیم کر لیں اور روزانہ ایک حصے کو مکمل کریں۔
- مشکل کام کے سلسلے میں اپنے رویے کو بدلیں، اسے مصیبت کی بجائے چیلنج سمجھ کر کریں۔ ان شاء اللہ آپ کر لیں گے۔
- التواکی عادت کو ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے آسان کام کریں اور پھر مشکل۔
- سکون کی حالت میں صبح اور رات سوتے وقت اس فقرے کو بار بار دہرائیں، “کامیاب لوگ انتظار نہیں کرتے”۔
- کامیاب لوگ سارے کام خود نہیں کرتے، سوچیں کہ آیا کوئی دوسرا فرد ایسا ہے جو یہ کام آپ سے بہتر طور پر کر سکتا ہے، پھر یہ کام اس سے کرائیں، عموماً جو کام آپ کو ناپسند ہو آپ اسے بہتر طور نہیں کر سکتے۔
- کام کی تکمیل کے بعد اپنے آپ کو انعام دیں، انعام جو آپ کو بہت پسند ہو۔ چھوٹے کام کے لیے چھوٹا اور بڑے کام کے لیے بڑا انعام دیں۔ مثلاً کوئی اچھی چیز کھانا۔ دوست کو فون کرنا۔ کتاب خریدنا۔ شاپنگ کرنا وغیرہ۔
- التواکی عادت کو ختم کرنے کا ایک موثر طریقہ یہ ہے کہ کام کی تکمیل تک اپنے آپ کو

کسی پسندیدہ چیز، انعام وغیرہ سے محروم رکھیں۔

- کاموں کی ترجیح اور اہمیت کے لحاظ سے فہرست بنائیں۔ پہلے اہم کام کریں، دوسرے بعد میں، یعنی ترجیحات قائم کریں۔

مطالعہ کی عادت:

کامیابی اور مطالعہ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ میں اس وقت ایک کروڑ، کروڑ پتی ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ایک عام امریکی سال میں اوسطاً ایک کتاب پڑھتا ہے جب کہ ایک کامیاب امریکی ایک سال میں 12 تا 24 کتابیں پڑھتا ہے۔ جبکہ اسرائیل میں سالانہ 40 تک کتب کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور ایک پاکستانی اوسطاً صرف ایک کتاب کا سالانہ مطالعہ کرتا ہے اور وہ بھی چند فیصد۔

ریسرچ سے ثابت ہوا کہ ترقی یافتہ دنیا میں لیڈر مطالعہ کرتے ہیں۔ مطالعہ کرنے والے لیڈر بنتے ہیں۔ ہر ہفتے یا کم از کم ماہانہ ایک کتاب کا مطالعہ کیا جائے پھر اس کا جائزہ لیں، نظر ثانی کریں، اس کے نوٹس بنائیں اور پھر کتاب سے کم از کم ایک چیز (زیادہ ہو تو بہتر) کو عملی زندگی میں استعمال کریں، اس طرح آپ ایک شاندار زندگی بسر کرنے میں دوسرے لوگوں سے جلدی آگے ہوں گے۔ کوئی فرد روزانہ ایک گھنٹہ مطالعہ کر کے پانچ سال میں اپنے شعبے میں عالمی سطح کا ماہر بن جاتا ہے۔

پیشہ دارانہ مطالعہ کے علاوہ عظیم لوگوں کی سوانح عمریاں پڑھیں۔ شخصی نشوونما کی طرف ایک اہم قدم لوگوں کو پڑھنا ہے۔

بہت کامیاب لوگ سالانہ 20 یا مقصد کتب پڑھتے ہیں۔ اگر آپ روزانہ صرف

15 منٹ مطالعہ کریں تو ایک سال میں 15 کتب پڑھ لیں گے۔ کامیابی کے لیے آپ کو کم از کم 30 یا 60 منٹ روزانہ مطالعہ کرنا ہوگا۔

برطانیہ کی ایک خاتون صحافی نے پاکستان کی ایک بڑی سیاسی پارٹی کے لیڈر کا انٹرویو لیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئی کہ اس سیاسی لیڈر کے کمرے میں کوئی کتاب نہ تھی۔ جب یہ انٹرویو شائع ہوا تو اس نے طنزاً یہ بھی لکھا کہ اس بڑے پاکستانی لیڈر کے کمرے میں صرف ایک کتاب تھی اور وہ بھی ٹیلی فون ڈائریکٹری تھی۔

گورے کا کمال یہ ہے کہ وہ کتاب سے دوستی رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ریڈر ازاے لیڈر۔ ایئر پورٹ میں گورے کے ہاتھ میں کتاب ہوگی، گاڑی میں بیٹھ کر کتاب پڑھتا ہوگا، اگر بس آنے کا انتظار ہو تو اپنے ہینڈ بیگ سے کتاب نکال کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ فارغ اوقات کو وہ کتاب بینی سے گزارتے ہیں اور ہم لوگ ایسے اوقات فضولیات میں ضائع کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں کتاب بینی کا ٹرینڈ ہی نہیں۔ حقیقتاً ہمارے ہاں نہ کتاب چھپتی ہے اور نہ پڑھی جاتی ہے۔ اگر چھپ بھی جائے تو ہزار، پندرہ سو کی تعداد میں چھپتی اور پڑھی جاتی ہے۔ اگر علم بڑھانا چاہتے ہیں اور جہالت کو دور کرنا چاہتے ہیں تو کتاب سے دوستی بنانی پڑے گی، کتاب پڑھنے کا ٹرینڈ اور عادت بنانا پڑے گی۔

لوگ مجالس میں بیٹھ کر غیبت کیوں کرتے ہیں؟ اس کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کے پاس صحیح اور قیمتی بات کرنے کے لیے نہیں ہوتی۔

کتاب کے مطالعے سے آپ کو مجلس میں کہنے اور بتانے کے لیے بہترین باتیں پاس

ہو نکلیں۔

نصاب کے علاوہ غیر نصابی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے، نصاب کی کتاب امتحان میں کام آتی ہے اور آپ کو امتحان ہی میں نمبر دلائے گی جبکہ غیر نصابی کتاب (اضافی مطالعہ) آپ کے زندگی میں کام آئی گی اور آپ کو زندگی میں نمبر دے گی۔

لٹریچر بھی وہ تعمیری لٹریچر پڑھنا چاہیے جو زندگی کا شعور پیدا کرے۔ یہ آپ کے لیول کو اونچا کرے گا۔

مطالعہ کی اقسام:

مطالعہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ ان میں بنیادی اقسام چار ہیں:

① نصابی کتب کا مطالعہ:

ہر تعلیم یافتہ اس قسم کا مطالعہ کرتا ہے۔ نصابی کتب کا مطالعہ بہت بنیادی ہے۔ اس کے بغیر امتحان میں پاس ہونا بھی مشکل ہے۔ اس قسم کے مطالعہ سے ہمیں سند اور ڈگری ملتی ہے جس کی بنیاد پر ہمیں اچھی یا بری نوکری ملتی ہے۔ پاکستان میں 30 فی صد کے لگ بھگ لوگ اس طرح کا مطالعہ کرتے ہیں جب کہ ترقی یافتہ ممالک میں یہ شرح 100 فی صد کے لگ بھگ ہے۔ مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ اس طرح کا مطالعہ ترقی کی ضمانت نہیں۔

② ادب کا مطالعہ:

دوسرے نمبر پر ادب کا مطالعہ آتا ہے۔ اس میں نظم و نثر دونوں شامل ہیں۔ اس طرح کے مطالعہ میں زیادہ تر شاعری، افسانہ اور ناول شامل ہیں۔ ادب دو طرح کا ہے۔ ایک ادب برائے زندگی۔ یہ بامقصد ادب ہوتا ہے۔ اس کا مقصد لوگوں

کے ذہنوں اور زندگیوں کو بدلنا ہے۔ یعنی لوگوں میں مثبت تبدیلی لانا ہے۔ دوسری قسم کا ادب، ادب برائے ادب ہے۔ اس قسم کے ادب کا بنیادی مقصد ذہنی تفریح ہوتا ہے۔ ادب سے انسان زبان و بیان کی باریکیوں سے آگاہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنا اظہار خیال بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ ادب انسان کو تہذیب اور شائستگی سکھاتا ہے۔ عموماً ادب قاری کی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں نہیں لاتا۔ ہمارے ہاں زیادہ تر مطالعہ اسی قسم کا ہے، یعنی قصے کہانیوں کا مطالعہ۔ ہمارے ہاں اوّل تو مطالعہ کی عادت نہ ہونے کے برابر ہے۔ جو تھوڑا بہت کیا جاتا ہے وہ عموماً قصے کہانیوں اور جاسوسی ناولوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

معلوماتی مطالعہ:

③

مطالعہ کی تیسری قسم ایسی کتب کا مطالعہ ہے جس سے فرد کی معلومات خصوصاً جنرل نالج میں اضافہ ہوتا ہے جس کی مدد سے فرد بہت اچھی گفتگو کر سکتا ہے۔ اپنی معلومات سے لوگوں کو متاثر کر سکتا ہے ایسے لوگوں کے پاس ہر سوال کا جواب موجود ہوتا ہے۔ اس قسم کا مطالعہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو عموماً فرد میں تبدیلی کا باعث نہیں بنتا اور نہ ہی اس سے کامیابی اور خوشحالی کا دروازہ کھلتا ہے۔

زندگی بدلنے والا مطالعہ:

④

مطالعہ کی اہم ترین قسم وہ مطالعہ ہے جو آپ کی زندگی کو مثبت طور پر بدل دے۔ افراد اور قوموں کی زندگیوں کو اسی طرح کی کتب بدلتی ہیں۔ اس میں قرآن مجید، احادیث اور سیرت کی کتب شامل ہیں۔ ایسی کتب میں سوانح عمریاں (مثلاً حضرت

عمر، حضرت مجدد، شاہ ولی اللہ، شیخ الہند، امیر تیمور، صلاح الدین ایوبی اور مصری انقلابی حسن البنا شہید رحمہم اللہ وغیرہ) بہت اہم ہیں۔

اہم ترین مطالعہ، اپنے متعلقہ شعبے کے بارے میں پڑھنا ہے۔ روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ اپنے شعبے کے بارے میں پڑھیے۔ دن میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مطلب ایک ہفتے میں تقریباً ایک کتاب ختم کرنا ہے۔ ایک ہفتے میں ایک کتاب پڑھنے کا مطلب ایک سال میں پچاس کتابیں پڑھنا ہے۔ جب آپ اپنے شعبے میں روزانہ ایک گھنٹہ پڑھنا شروع کر دینگے تو آپ کی زندگی بدلنا شروع ہو جائے گی۔

آج کی دنیا بے حد مصروف ہے۔ کسی فرد کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ سب کچھ پڑھ لے۔ لہذا زیادہ پڑھنے سے بہتر ہے کہ صرف منتخب اور مفید علم حاصل کیا جائے جو آپ کی دنیا اور آخرت کی کامیابی میں معاون ہو۔

ایسا تمام مطالعہ جو آپ میں کسی بھی طرح کی مثبت تبدیلی کا باعث نہ بنے، سے پرہیز کریں۔ صرف وہی مطالعہ کریں جو آپ کے مقاصد کو حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہو اور آپ کی کامیابی کا باعث بنے، ایسے علوم جن سے آپ کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہو، کو پڑھنا اپنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے اور وقت ضائع کرنا زندگی ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

ہمیشہ کوئی کتاب یا رسالہ وغیرہ اپنے ساتھ رکھیں تاکہ فارغ وقت ضائع نہ ہو، اس فارغ وقت میں ان کا مطالعہ کیا جائے۔ بعض سمجھ دار لوگ بس اور جہاز وغیرہ کا انتظار کرتے وقت یا سفر کے دوران ان کا مطالعہ کر لیتے ہیں۔ اس طرح اس وقت کو ضائع کرنے کے بجائے اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ اچھی کتابوں پر مشتمل اپنی لائبریری بنائیں۔ اس کے لیے

اپنی آمدن کا کم از کم 3 فیصد ایسی کتب پر ضرور صرف کریں۔ 3 فیصد کی یہ سرمایہ کاری آپ کی آمدن میں کئی گنا اضافہ کرے گی۔

مطالعہ کیسے کیا جائے؟

کسی نان فلکشن کتاب کو پڑھنے کا بدترین طریقہ یہ ہے کہ آپ اسے ایک طرف سے پڑھنا شروع کر دیں۔ ایسی کتاب سے بہتر طور پر مستفید ہونے کے لیے اس کے مطالعہ کو چار حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔

① سب سے پہلے کتاب کا سروے کریں یعنی اس کا سرسری جائزہ لیں اس کے لیے:

- کتاب کا عنوان پڑھیں پھر سوچیں کہ آپ اس کتاب میں کیا پڑھنے جا رہے ہیں۔
- کتاب کے مطالعے سے پہلے عنوانات کی فہرست دیکھیں۔ کتاب پر کیے گئے تبصرے پڑھیں۔ تعارف کا مطالعہ کریں۔ عموماً تعارف میں بتایا جاتا ہے کہ مصنف کون سی اہم چیزوں کا ذکر کرے گا۔ اکثر اوقات کتاب کے تعارف یا آخری باب میں کتاب کا خلاصہ دیا ہوتا ہے۔ اس صورت میں کتاب پڑھنے سے پہلے تعارف اور آخری باب کا پہلے بغور مطالعہ کریں۔

○ تمام اہم عنوانات پڑھیں، سوچیں غور و فکر کریں کہ باب (Chapter) کی بناوٹ کس طرح کی ہے۔ یہ بھی نوٹ کریں کہ معلومات کو کس انداز سے تقسیم کیا گیا ہے۔

○ تمام ذیلی (Sub) عنوانات پڑھیں۔ اس سے دوسری اہم معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

○ تمام خاکوں، چارٹوں، تصاویر اور نقشوں کا بغور مشاہدہ کریں۔ انہیں اچھی طرح سمجھیں، نوٹ کریں کہ ان کا باب کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ تمام سرخیوں اور عنوانات کا بغور مطالعہ کریں۔

○ مقصد یہ ہے کہ تفصیلی مطالعہ سے پہلے پوری کتاب کا خاکہ ذہن میں آجائے۔ اس سارے عمل میں 5 تا 15 منٹ سے زیادہ صرف نہ ہوں۔ اس سے آپ کی یادداشت 60 فیصد بہتر ہوگی۔

② اپنے آپ سے سوال کریں کہ آپ کتاب کے Topic کے بارے میں پہلے سے کیا جانتے ہیں اور اس کے مطالعے سے مزید کیا جاننا چاہتے ہیں:

○ دوسرے حصے میں تیزی سے کتاب کی ورق گردانی کریں۔ ہر باب کا تعارفی اور اختتامی حصہ یا پیرا گراف پڑھیں۔ عموماً ان حصوں میں اہم باتیں یا خلاصہ دیا ہوتا ہے۔ عموماً ہر باب کے پہلے پیرا گراف یا ابتدائی چند پیروں میں باب کا خلاصہ دیا ہوتا ہے۔

○ ہر پیرا گراف کا پہلا فقرہ پڑھیں۔ یہ عموماً پیرا گراف کا بنیادی اہم فقرہ ہوتا ہے۔ اب کتاب کا بغور تفصیلی مطالعہ کریں۔ اہم ترین حصوں کو جاننے کی کوشش کریں۔

○ پڑھتے وقت مضمون کو سمجھیں کہ اس کا لب لباب کیا ہے۔ اہم ترین حصے تلاش کریں۔ اپنی کتاب میں ان کے نیچے لائن کھینچ دیں اور ان کو نمایاں (High light) کریں۔ ایسا کرنے سے آئندہ کتاب کھولتے ہی اہم حصے فوراً نظر آجائیں گے۔ اہم نکات کے نوٹس تیار کر لیں۔

○ جب ایک باب کا مطالعہ ختم کریں تو چند منٹ کے لیے رکیں اور باب کے مرکزی خیال (Theme) کو ذہن میں لائیں اور اسے لکھ لیں۔ مرکزی خیال جاننے کے لیے اپنے آپ سے سوال کریں۔

○ اس باب میں مصنف نے اہم نقطہ کیا بیان کیا ہے۔

○ کون سے خیالات (Ideas) اور نکات (Points) کو ایک سے زیادہ بار بیان کیا گیا ہے۔

④ آخری حصہ میں کتاب ختم کرنے کے بعد تمام کتاب کی دوبارہ نظر ثانی کیجئے۔ اہم نکات جنہیں نمایاں کیا گیا یا جنہیں آپ نے الگ تحریر کیا تھا، ان کو دوبارہ بغور پڑھیں۔ دہرائی (Revision) سیکھنے اور یاد رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس سے طویل مدت تک معلومات آپ کے ذہن میں محفوظ رہتی ہیں۔

اچھے تعلقات بنانا:

کوئی فرد چاہے وہ کتنا ہی ذہین اور محنتی کیوں نہ ہو اکیلا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ عظیم کامیابیوں کے لیے آپ کو دوسرے لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر کامیابی کی کہانی باہمی تعاون اور مشترکہ کوشش کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ذاتی تعلقات ایک ایسی زر خیز زمین ہے جس سے تمام کامیابیاں، کامرانیاں اور کارہائے نمایاں پیدا ہوتے ہیں۔

وہ فرد ناکام ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔ ہر فرد کو اچھے دوستوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اچھے دوست نہ صرف آپ کے معاون و مددگار ہوتے ہیں بلکہ وہ آپ کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔ اچھا دوست حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ خود اچھے دوست بنیں۔

ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوڈ نے اپنی 25 سالہ ریسرچ کی بنیاد پر یہ نتیجہ نکالا کہ آپ کی کامیابی میں سب سے زیادہ کردار آپ کے حلقہ احباب کا ہوتا ہے۔

اگر آپ بڑی کامیابیاں چاہتے ہیں تو اپنے تعلقات میں اضافہ کریں۔ مگر نئے تعلقات بنانے سے پہلے اپنے پرانے تعلقات کا جائزہ لیں۔ اکیلے بیٹھ کر اپنے دوستوں اور تعلق داروں کی فہرست بنائیں۔ ان میں سے ان لوگوں کو شناخت کریں جو ناکام اور منفی ہیں، جن میں ایمان داری کی کمی ہے، جو ڈسپلن اور ذاتی ضبط نفس میں کمزور ہیں، جو ہر وقت تنقید اور شکایات کرنے والے ہیں۔

مایوس، ناامید اور منفی سوچ والے دوسروں کی مذمت اور ان کو الزام دینے والے ہیں، جو اپنی ناکامی کا ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، وقت کی قدر نہ کرنے والے لوگ، وعدہ پورا نہ کرنے والے، جھوٹ بولنے والے اور جو پُر جوش، پُر امید اور مستقل مزاج نہیں، ایسے لوگ جن سے آپ کچھ سیکھ نہیں سکتے، ایسے لوگوں سے جلدی سے علیحدگی اختیار کریں۔

تعلقات بناتے وقت بہت غور و خوض اور حکمت و دانش کی ضرورت ہوتی ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے اپنے آپ سے سوال کریں کہ ”میں کن لوگوں کے درمیان ہوں“ غور کریں کہ آپ کن لوگوں کے ساتھ ہیں، کن کے ساتھ وقت گزارتے ہیں۔

تعلقات بنانے کے طریقے:

○ لوگوں سے رابطے کے لیے وقت نکالیں۔ ان سے رابطہ رکھیں۔ صرف ضرورت کے وقت کال نہ کریں۔

- دوسروں کی مدد کے مواقع تلاش کریں، خصوصاً ضرورت کے وقت ان کی مدد کریں۔
- اچھے تعلقات کے لیے ہر وقت پُر جوش ہوں، لوگ پُر جوش لوگوں کا قرب پسند کرتے ہیں۔ لہذا پُر جوش، خوش مزاج، ہنس مکھ اور زندگی سے بھرپور نظر آئیں۔ لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح آپ کے گرد جمع ہوں گے۔
- دوسروں کو عزت دیں، احترام کریں، آپ کو بھی عزت و احترام ملے گا۔
- کسی سے بحث و تکرار نہ کریں۔
- دوسروں کے خیالات اور خواہشات سے پوری ہمدردی ظاہر کریں۔
- لوگوں کو ان کی غلطیوں پر اشارتاً یا علیحدگی میں متوجہ کریں۔
- دوسروں کی عزت کا خیال رکھیں۔
- ہر انسان کو اچھا کہہ کر اسے اچھا بننے کا موقع دیں۔
- دوسروں کی ضروریات کا احساس کریں۔
- دوسروں کی ہر اچھے کام میں حوصلہ افزائی کریں، دوسروں کی حوصلہ افزائی کا کوئی موقع ضائع نہ کریں۔
- اگر کسی کے بارے میں کوئی اچھی خبر یا کامیابی کے بارے میں پڑھیں یا سنے تو اسے مبارک باد دیں۔
- اگر کسی فرد کی وجہ سے آپ کو کوئی خاص فائدہ پہنچا ہو تو شکریہ ادا کرنا نہ بھولیں۔ تحفہ وغیرہ دوسرے فرد کو کبھی نہیں بھولتا۔

اچھے مُرشد، رہنما کا انتخاب:

جس طرح روحانی ترقی اور اصلاح کے لیے مرشد ضروری ہے اسی طرح دنیاوی کامیابی بھی رہنمائی ناگزیر ہے۔

کسی بھی شعبے میں کامیابی حاصل کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ کوئی رول ماڈل تلاش کریں۔ ایسا فرد تلاش کریں جو کامیابی تک پہنچ چکا ہے۔ اپنے لیے ایک اچھا مرشد حاصل کرنا، کامیابی کی طرف پہلا قدم ہے۔ مرشد کی مدد سے آپ جلد کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے تقریباً تمام بہت کامیاب لوگ، مرشد رکھتے ہیں۔ اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے بہترین چیز جو آپ فوری کر سکتے ہیں، وہ اچھے مرشد اور رہنما کا حصول ہے۔

مرشد پہلے ہی وہاں ہوتا ہے جہاں آپ جانا چاہتے ہیں۔ اسے علم ہوتا ہے کہ کیا چیز کام کرتی ہے اور کیا نہیں، وہ اپنے تجربات کی بنیاد پر آپ کو بتا سکتا ہے کہ آپ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ سمجھ دار لوگ اپنے تجربات سے، جب کہ ذہین دوسروں کے تجربات سے سیکھتے ہیں۔ ناکام اور احمق لوگ نہ اپنے اور نہ دوسروں کے تجربات سے سیکھتے ہیں۔

مرشد کے انتخاب میں جلد بازی نہ کریں۔ ایسا مرشد تلاش کریں جو پُر جوش، قابل، اہل اور آپ کو سکھانے پر آمادہ اور دلچسپی رکھتا ہو۔ اور اُس متعلقہ شعبے کا ماہر ہو۔ مرشد ایسا ہو جس کی آپ دل سے قدر اور احترام کرتے ہوں۔ آپ کو مرشد خود بخود نہیں مل جاتا بلکہ تلاش کرنا ہوگا۔

مرشد معلومات کی سونے کی کان ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کان میں ایسے موتی چھپے ہوں جن سے آپ کے کاروبار، مالی معاملات ادارہ یا ذاتی زندگی کا نقشہ ہی بدل جائے۔

مرشد کی بات کو ہمیشہ نہایت توجہ اور انسہاک سے سنیں۔ کم بولیں، مرشد سے کبھی بحث نہ کریں۔ مرشد سے زیادہ اور بہتر رہنمائی کے لیے انہیں اپنے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کریں مگر اسے متاثر کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مرشد کو مثبت فیڈبیک دیں۔ لوگوں کے سامنے مرشد کی تعریف کریں۔ ان کے بارے میں اونچے خیالات کا اظہار کریں۔ اپنی کامیابی کا کریڈٹ انہیں دیں۔ انہیں خراج تحسین پیش کریں۔ مرشد کو کبھی برانہ کہیں۔

اچھی صحت:

کہادت مشہور ہے کہ صحت ہزار نعمت ہے۔

آپ دنیا جہان کی کامیابی حاصل کر لیں، دنیا کے امیر ترین فرد بن جائیں، لیکن اگر اس سے لطف اندوز ہونے کے لیے صحت مند نہیں تو آپ کی ہر کامیابی بے معنی ہوگی۔

اچھی صحت کے بغیر تو انسان بہت سی نیکیوں سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ وہ روزے نہیں رکھ سکتا، حج اور عمرہ نہیں کر سکتا، دنیا میں دو قسم کے افراد خوش قسمت ہیں۔ ایک وہ جو نشہ نہیں کرتے، سگریٹ اور شراب نہیں پیتے۔ یہ دونوں چیزیں نہ صرف فرد کی عمومی صحت کے لیے نہایت نقصان دہ ہیں بلکہ مردانہ قوت کو بھی بری طرح متاثر کرتی ہیں۔

دوسرے وہ افراد جو ورزش کرتے ہیں۔ صحت کے حوالے سے مشہور امریکی مزاح

نگار مارک ٹوین نے بہت شاندار بات کہی:

“اگر آپ صحت مند رہنا چاہتے ہیں تو وہ چیزیں کھائیں جو آپ کھانا نہیں چاہتے مثلاً

سبزیاں اور وہ کریں جو آپ کرنا نہیں چاہتے مثلاً ورزش۔”

کامیاب لوگ صحت مند لوگ ہوتے ہیں۔ بھرپور کامیابی کے لیے انسان کو بھرپور محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور بھرپور محنت کے لیے آپ کو بھرپور توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بھرپور توانائی کے لیے آپ کو متوازن غذا، ورزش، آرام اور تفریح وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

متوازن خوراک:

اچھی صحت کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی خوراک متوازن ہو۔ اس میں پروٹین (لحمیات) جیسے گوشت، انڈے، دودھ، کلبجی، مچھلی اور دودھ، کاربوہائیڈریٹس (نشاستہ) جیسے چینی، گڑ، شکر، مٹھائی، چاکلیٹ، شہد، آنا، کھجور، کئی کے بھنے ہوئے دانوں، گیہوں کی روٹی، ڈبل روٹی اور گنے کے رس، چکنائی (Fats) جیسے گھی، کھانے کا تیل، چربی، مکھن، مومگ پھلی، ملائی، معدنیات (Minerals) اور وٹامن وغیرہ شامل ہوں۔

ہمارے ہاں عموماً رواج ہے کہ ہر فرد ہمیشہ ناشتے میں ایک ہی چیز کھاتا ہے۔ یہ کسی بھی لحاظ سے صحت مند رویہ نہیں۔ ہر کھانے میں وراثی ہونی چاہیے خصوصاً ناشتہ ہمیشہ ایک جیسا نہ ہو، اس میں ادل بدل ہو۔

ماہرین کا خیال ہے کہ ناشتہ بھرپور ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے سارا دن بھرپور کام کرنا ہوتا ہے۔ ایک ریسرچ سے معلوم ہوا کہ وہ بچے جو بھرپور ناشتہ کرتے ہیں، ان کی سکول میں کارکردگی بہت اچھی ہوتی ہے۔ وہ بچے جو ناشتہ نہیں کرتے وہ سکول جا کر غیر معیاری چیزیں کھا کر مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ ہمیں پانی کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے، ایک دن میں کم از کم

دس گلاس پانی پینا ہے۔ خصوصاً صبح اٹھتے ہی نہار منہ، دو گلاس پانی پینا معدے کی کئی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ بہتر ہے کہ پانی ہمیشہ کھانے سے پہلے پیا جائے یا پھر درمیان میں۔ کھانے کے فوراً بعد پانی پینے کی عادت کو ترک کر دیں۔

اچھی صحت کے لیے کھانے کے اوقات کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ناشتہ صبح سویرے کیا جائے۔ ہمارے ہاں اکثر گھروں میں ناشتہ، دس گیارہ بجے کیا جاتا ہے۔ دوپہر کا کھانا 2 بجے تک کھالینا چاہیے اور رات کا کانا لازماً مغرب کے فوراً بعد کھالیا جائے۔ سارے ترقی یافتہ ملکوں میں کھانے کے یہی اوقات ہیں۔ اس طرح سونے تک کافی حد تک کھانا ہضم ہو چکا ہوتا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں رات کا کھانا 10، 11 بجے کھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد لوگ جلد سونے کے لیے بستر پر چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے پیٹ میں چربی جمع ہو جاتی ہے۔ دن میں تین بار پیٹ بھر کر کھانا کی بجائے چار پانچ بار تھوڑا تھوڑا صحت کے لیے زیادہ مفید ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ کھانے ہمیشہ بھوک رکھ کر کھایا جائے۔

تین سفید چیزیں صحت کے لیے زہر ہیں۔ چنانچہ نمک، چینی، اور میدے کا استعمال کم کیا جائے۔

لمبی عمر کے لیے آپ کا جسمانی اور ذہنی لحاظ سے صحت مند ہونا بہت ضروری ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جو متوازن خوراک کھاتے ہیں، نشہ نہیں کرتے، ہفتے میں کم از کم تین دن ورزش کرتے ہیں ایسے لوگ نہ صرف جسمانی اور ذہنی لحاظ سے صحت مند ہوتے ہیں بلکہ ان کی عمریں بھی طویل ہوتی ہیں۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔

نیند:

اچھی صحت کے لیے متوازن غذا، نشہ سے پرہیز، اور ورزش کے علاوہ آرام کی بھی سخت ضرورت ہے۔ آرام میں دو چیزیں شامل ہیں۔ 1: نیند: 2: تفریح۔

اچھی صحت کے لیے بھرپور نیند بے حد ضروری ہے۔ آپ کی نیند ہر صورت پوری ہونی چاہیے۔ رات کی نیند کے علاوہ دن میں پندرہ بیس منٹ کا قیلولہ بھی فرد کی توانائی کے لیے بہت مفید ہے۔ اس سے آپ رات کے کام اور عبادت کے لیے تازہ دم ہو جاتے ہیں اور اس طرح تھوڑے وقت میں زیادہ کام کر سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سو جاتے تھے اور نصف رات کے بعد بیدار ہو جاتے تھے۔ اوسطاً آپ ﷺ چار سے پانچ گھنٹے آرام فرماتے تھے اور پھر دن میں ایک آدھ گھنٹے کا قیلولہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿قِيلُوفَانِ السَّيْطَانِ لَا يَقْبَلُ--﴾

”قیلولہ کرو، کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔“

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَبِالْقِيلُولَةِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ--﴾

”اور رات کو قیام کے لیے قیلولہ سے مدد لو۔“

اسی طرح صحابہ کرامؓ بھی رات کو اوسطاً چار سے پانچ گھنٹے ہی سوتے تھے اور قیلولہ

بھی کیا کرتے تھے، یہی معمول ہمارے تابعین، تبع تابعین اور دیگر اکابرین امت کا رہا ہے۔

ہم غافل لوگ رات کو دیر سے سوتے ہیں اور پھر صبح 10 بجے اٹھتے ہیں۔ نماز فجر

پڑھنے والے لوگ بھی نماز فجر کے بعد پھر سو جاتے ہیں، حالانکہ تاریخ اسلام میں دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ کسی کا معمول نہ تھا بلکہ ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ صبح سویرے کاموں کو جایا کرو، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿بُورِكَ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا۔۔۔﴾ [المعجم الکبیر لطبرانی]

میری امت کی برکت سویرے میں ہے۔

اسی طرح جامع ترمذی میں ہے:

﴿اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا۔۔۔﴾

اے اللہ! میری امت کے سویرے کے وقت میں برکت عطا فرما۔

اسی طرح، “مسند احمد” میں ہے:

﴿الطُّبِيحَةُ تَنْتَعِمُ الرِّزْقَ۔۔۔﴾

صبح کی نیند رزق کو روک دیتی ہے۔

ان احادیث اور ارشادات کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آج جو ہمارے گھروں میں بے برکتی ہے، نحوست ہے، پریشانی ہے مال زیادہ ہونے کے باوجود پوری نہیں پڑتی۔ گھر کے سب افراد کماتے ہیں اور پھر بھی اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ یہ بے برکتی نہیں تو کیا ہے؟ برکت اسے کہتے ہیں کہ مال کم ہو اور ضروریات پوری ہو جائیں۔ بے برکتی کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ نماز فجر کے بعد سونا بھی ہے۔ کہا جاتا ہے:

“جس گھر کی خاتون خانہ صبح سویرے سوتی ہے، اس گھر کی قسمت سوتی ہے۔”

اور آج بڑے اور بچے، مرد اور عورت سب ہی نماز فجر کے بعد سوتے ہیں اور ڈٹ کر سوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ رات کو جلدی سویا کرو، جبکہ ہم رات کو انتہائی

دیر سے بلکہ آدھی رات کے بعد سوتے ہیں۔

یہ بات درست نہیں کہ روزانہ 8 گھنٹے سونا ضروری ہے۔ جب ہم کامیاب اور مشہور شخصیات کی زندگی کا معمول دیکھتے ہیں تو وہ اس اصول کے برخلاف کام کرتے نظر آتے ہیں۔ ہاں! یہ ضروری ہے کہ مناسب نیند لی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سکون کا ذریعہ بنایا ہے۔

آج تمام ڈاکٹر بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ اگر نیند بہتر ہو تو چار گھنٹے کی بھی بہت ہے۔ نیند کا معیار بہتر ہونا ضروری، مقدار زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

اگر نیند سے روزانہ ایک گھنٹہ بچائیں تو ایک ماہ میں تیس گھنٹے بچا سکتے ہیں۔ ایک سال میں 360 گھنٹے بچ جائیں گے۔ ایک گھنٹہ میں ورزش کر سکتے ہیں، کوئی کتاب لکھ سکتے ہیں، کچھ مطالعہ کر سکتے ہیں، کوئی فن سیکھ سکتے ہیں۔ اگر اس وقت کو صحیح استعمال کیا جائے تو چھوٹے بڑے سینکڑوں کام ادا کیے جاسکتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق اگر انسان 65 سال زندگی گزارے تو اس میں 27 سال سو کر ہی گزار دیتا ہے۔ اپنی زندگی بڑھانے کا ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ اپنی نیند کم کر لی جائے۔

یہ بات درست ہے کہ جس شخص کی رات منظم نہیں، اس کا دن بھی منظم نہیں ہو سکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ نیند کم اور اس کا معیار بہتر کیسے ہو سکتا ہے؟ کم وقت میں بھر پور نیند کیسے لی جاسکتی ہے؟ اپنی راتوں کو کیسے منظم کیا جاسکتا ہے؟ صبح کی نیند کو کیسے قربان کیا جاسکتا ہے؟

اس کے پانچ چھوٹے اصول ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہو کر ان پیچیدہ مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

- پہلی بات یہ ہے کہ آپ رات کو جلدی سونے کی عادت ڈالیں۔
- دوسری بات یہ ہے کہ نیند کو بگاڑنے اور خراب کرنے والی اشیاء سے پرہیز کریں مثلاً منشیات، مسکرات، چائے کافی، قہوہ، پان، سگریٹ وغیرہ کو بالکل چھوڑ دیں۔
- تیسری بات یہ ہے کہ آدھے دن کے بعد دن کو ایک آدھ گھنٹے کا قیلولہ لازمی کریں۔ نیند آئے یا نہ آئے آرام اور قیلولہ کی نیت سے لیٹ جائیں۔
- چوتھی بات یہ ہے کہ صبح سویرے اٹھنے کا اہتمام کریں۔ اس وقت کام کریں۔ کام کرنے کا یہ بہترین اور سب سے اچھا وقت ہے۔
- پانچویں بات یہ ہے کہ اپنے 24 گھنٹوں کے اوقات کو منظم کریں۔ خود بھی منظم ہوں اور اپنے بیوی بچوں اور ماتحت عملے اور افراد کو بھی منظم کریں۔

ورزش:

تمام بڑے، اہم، کامیاب اور وڈرنری لوگوں کی سات بڑی عادتوں میں ایک قدرے مشترک عادت ورزش کرنا بھی ہے۔

ورزش نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی صحت کے لیے بھی بہت مفید اور ضروری ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ کھیل کا ایک گراؤنڈ کئی سکولوں سے بہتر ہے۔ وہ تو میں جو باقاعدہ ورزش کرتی ہیں ان کی مجموعی صحت بہت بہتر ہوتی ہے۔ بیماری کم اور عمر طویل ہوتی ہے۔ ایسے لوگ ذہنی طور پر بھی چاک و چوبند ہوتے ہیں۔

باقاعدہ ورزش سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

- ① ورزش سے آپ کی سونے کی عادت بہتر ہو جاتی ہے۔
 - ② ورزش آپ کے اعتماد میں اضافہ کرتی ہے۔
 - ③ ورزش سے ذہنی تناؤ اور پریشانی میں کمی واقع ہوتی ہے اور آپ زیادہ تخلیقی ہوتے ہیں۔
 - ④ ورزش سے اندرونی زخموں کے خلاف قوت مدافعت حاصل ہوتی ہے۔
 - ⑤ ورزش کرتے ہوئے ہم اپنے مسائل کو بھول جاتے ہیں۔
 - ⑥ ورزش سے آپ کے بدن کے خطوط بہتر ہوتے ہیں۔
 - ⑦ ورزش کرنے والے بچوں کی تعلیمی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔
 - ⑧ ورزش سے معدے کی خرابیاں دور ہوتی ہیں۔
 - ⑨ ورزش سے مسائل حل کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔
 - ⑩ ورزش سے وزن میں کمی ہوتی ہے۔
 - ⑪ ورزش آپ کو بہت سی بیماریوں سے بچاتی ہے۔
 - ⑫ ورزش سے آپ کی عمر لمبی ہوتی ہے۔
- بد قسمتی سے ہمارے مذہبی، سیاسی لیڈر اور اہل علم و دانش میں سے اکثر ورزش نہیں کرتے۔

آرام و تفریح:

اگر آپ زندگی کی جدوجہد اور پریشانیوں سے تھک چکے یا تنہائی اور اداسی محسوس کرتے ہیں تو روزانہ پانچ منٹ تک تفریحی سیر کریں۔ اس کے لیے یہ مشق کریں، آرام سے کسی جگہ لیٹ جائیں، بیٹھ بھی سکتے ہیں۔ جسم کو ریلیکس کریں، ڈھیلا چھوڑ دیں۔ دس لمبے لمبے

سانس لیں، سانس ناک سے لیں اور آہستہ آہستہ منہ سے خارج کریں۔ آنکھیں بند کر لیں۔ کسی خوبصورت اور سکون دینے والی چیز کا تصور کریں۔

تفریحی سیر:

جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے آرام اور تفریح بے حد ضروری ہے۔ بد قسمتی سے ہم نہ کام کرتے ہیں اور نہ ہی ورزش اور نہ تفریح کرتے ہیں۔ ہفتے میں ایک پورا دن کام نہ کریں بلکہ مکمل آرام اور تفریح کریں۔ تفریح بھی بہت زیادہ تھکا دینے والی نہ ہو۔ ہر دو ماہ بعد دو تین چھٹیاں کریں۔ ہر سال دو ہفتوں کی تفریحی سیر کریں۔



لیڈرشپ (قیادت)

لیڈرشپ حالات اور لوگوں کو منظم کرنے اور انہیں ایک مخصوص یا مطلوب مقام پر لے جانے کا نام ہے۔ یعنی لیڈرشپ دراصل رہنمائی کرنے کی اہلیت ہے۔ قائدانہ صلاحیت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو اپنا وژن بتانے اور ان کو متاثر کرنے کی صلاحیت جس کی بنا پر مشترکہ وژن کا حصول ممکن ہو، قائدانہ صلاحیت کہلاتی ہے۔ دوسروں کے ساتھ اپنے وژن کا تبادلہ کرنے کی صلاحیت کو مختصر انداز میں یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے جس کی بنا پر دوسروں پر اثر انداز ہوا جاسکتا ہے۔ دوسروں کو متاثر کرنے کی صلاحیت کے پس پشت سب سے اہم چیز وژن کی اہمیت ہے۔ وژن جتنا اہم ہو گا دوسروں کو متاثر کرنا اتنا ہی آسان ہو گا۔

اسی طرح اچھی ٹیم ہونی چاہیے۔ مجلس شوریٰ مخلص ہونی چاہیے، کیونکہ قیادت، شوریٰ اور ٹیم کے بغیر اہداف کا حصول ممکن نہیں۔ پاور فل ادارہ وہ ہوتا ہے جس کا فریم ورک اور ٹیم ورک مضبوط ہو۔ آپ خود سوچیں اگر قیادت میں اخلاص نہیں ہے، فہم و فراست نہیں ہے، دور اندیشی نہیں ہے، صلاحیت نہیں ہے، ٹیم کو ساتھ لے کر چلنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے، آگے بڑھنے کا جذبہ نہیں ہے، وژن کے ساتھ والہانہ عقیدت نہیں ہے تو کیونکر ادارے کا وژن پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے؟

اچھی قیادت اور اس کی ٹیم کا اپنے ادارے کا الٹی میٹ مقصد کے ساتھ سو فیصد متفق ہونا اولین شرط ہے۔ قیادت اور لیڈر ہی کو کام کا لیڈ کرنا ہوتا ہے، رہنمائی دینا ہوتی ہے،

اپنے ماتحت عملے کو منظم کرنا ہوتا ہے، کاموں کی اچھی پلاننگ کرنا ہوتی ہے۔ اچھا قائد مشکل ترین حالات میں بھی ہمت نہیں ہارنے دیتا۔ حالات کے بھنور میں پھنسی کشتی کو آسانی کے ساتھ نکالنے کا ہنر اور طریقہ جانتا ہے۔ کسی بھی کام میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا۔ اپنے ادارے کے ماحول کو خوشگوار اور سازگار بنائے رکھتا ہے۔ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنے کا فن جانتا ہے۔ ان کی دفتری اور گھریلو زندگی میں ایک بیلنس ہوتا ہے۔ اپنے عملے کی صلاحیتوں میں اضافے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ قیادت کی صفات میں ”جمالیاتی حسن“ بھی ہے، کیونکہ ہر چیز اور کام کا اچھا اور خوبصورت ہونا بھی لازمی ہوتا ہے۔ اس کے بغیر عوام میں مقبول نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح قیادت کا اثر و رسوخ کا مالک ہونا بھی لازمی ہے، کیونکہ بعض اوقات اپنے اہداف کے حصول میں اس کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ معلومات، صلاحیت اور قابلیت کے مجموعے کا نام ”اہلیت“ ہے، جو ہمیں اپنے اوٹرن کے حصول میں مدد فراہم کرتی ہے۔ کسی بھی اہم کام اور منصوبے کی کامیابی میں معلومات، صلاحیت اور قابلیت کا مجموعہ درکار ہوتا ہے۔

الغرض! اپنی ذات اور اجتماعی زندگیوں میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جن میں لیڈر شپ کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ایسے لوگ اپنی ازدواجی اور خاندانی زندگی کو بھی خوشگوار رکھتے ہیں۔ خوش کن بات یہ ہے کہ لیڈر بنتے ہیں، پیدا نہیں ہوتے۔ لیڈر عام ذہانت اور ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ مگر وہ اپنی صلاحیتوں کو ایک خاص انداز سے استعمال کرتے ہیں۔ یہی چیز ایک عام فرد کو سپیشل لیڈر بناتی ہے۔ بہت کم لیڈر، لیڈر شپ کی صلاحیت کو قسمت کا سبب سمجھتے ہیں۔

لیڈر شپ دو قسم کی ہوتی ہے۔ پہلی جو کہ بہت مؤثر ہوتی ہے وہ ہے، جس میں

پیر و کاروں کی مرضی اور ہمدردی شامل ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ یا ہمارے ہاں قائد اعظم کی لیڈر شپ تھی۔ دوسری لیڈر شپ وہ ہے جو طاقت کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے پاکستانی آمر جنرل پرویز مشرف کی لیڈر شپ۔ ایسی لیڈر شپ اقتدار کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔

لیڈر شپ کے بنیادی عناصر

قائد اور لیڈر کے لیے مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے:

غیر متزلزل جرأت:

ایک کامیاب لیڈر میں ایک غیر متزلزل جرأت ہوتی ہے، جس کی بنیاد اپنے اور اپنے پیشے کے بارے میں بھرپور علم ہوتا ہے۔ کوئی بھی پیر و کار کسی ایسے فرد کی قیادت تسلیم نہیں کر سکتا جس میں خود اعتمادی اور جرأت کا فقدان ہو۔

خود اعتمادی:

خود اعتمادی اچھی لیڈر شپ کی بنیادی کوالٹی ہے۔ اچھے اور کامیاب لیڈر کو اپنے آپ پر، اپنی صلاحیتوں پر اور اپنے مقصد پر بھرپور اعتماد ہوتا ہے۔ وہ فرد جس میں خود اعتمادی کا فقدان ہو کبھی ایک کامیاب لیڈر ثابت نہیں ہو سکتا۔

ضبط نفس:

جو فرد اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کر سکتا وہ کبھی دوسروں کو کنٹرول نہیں کر سکتا۔ ضبط

نفس سے مراد یہ ہے کہ فرد کو جو کام جس وقت کرنا چاہیے، کرے، چاہے اس کا دل اس کام کو کرنے کو چاہے یا نہ چاہے۔

مشنری ہونا:

لیڈر کی بنیادی صفت یہ ہے کہ وہ مشنری ذہن والا ہو۔ وہ اس مشنری جذبہ کو اپنے اور اپنے ماتحتوں کے اندر سرد ہونے نہ دے گا۔

انصاف کا شدید احساس:

راستی اور انصاف کے احساس کے بغیر کوئی بھی لیڈر اپنے پیروکاروں سے عزت و احترام حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی برقرار رکھ سکتا ہے۔

قوت فیصلہ:

کوئی فرد جو اپنے فیصلوں میں یکسو نہ ہو، کو اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہوتا۔ ایسا فرد کامیابی کے ساتھ اپنے پیروکاروں کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اچھا لیڈر بہت اچھی قوت فیصلہ کا مالک ہوتا ہے۔

منصوبوں میں قطعیت:

کامیاب لیڈر کو لازماً کام کی پلاننگ کرنا چاہیے اور پھر اس پلاننگ پر عمل بھی کرنا چاہیے۔ ایک لیڈر جو قطعی عملی منصوبے کے بغیر صرف اندازے سے کام کرتا ہے وہ اس جہاز کی طرح ہے جس کا ریڈار نہیں۔ ایسا جہاز دیر یا سویر کسی چٹان سے جا ٹکرائے گا۔ بہر حال لیڈر منصوبہ ساز ہو گا اور ہر وقت کوئی نہ کوئی مثبت منصوبہ سوچتا ہو گا۔

زیادہ کام کرنا:

ایک کامیاب لیڈر کے لیے لازمی ہے کہ وہ خود اپنے پیروکاروں سے زیادہ کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اگر لیڈر زیادہ کام کر کے مثال قائم کرے گا تو اس کے پیروکار بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے زیادہ کام کریں گے، جس سے تنظیم یا ادارہ خوب ترقی کرے گا۔

خوشگوار شخصیت:

کوئی بھی لاپرواہ اور لاابالی طبیعت کا فرد کامیاب لیڈر نہیں بن سکتا۔ لیڈر شپ عزت و احترام کی متقاضی ہے۔ پیروکار کسی ایسے لیڈر کی عزت و احترام نہیں کریں گے جو خوشگوار شخصیت کا مالک نہ ہو۔ خوشگوار شخصیت کے لیے مندرجہ ذیل اوصاف کی ضرورت ہے:

- شائستگی، خوش اخلاقی اور تعظیم کا مظاہرہ کریں۔
- جب آپ کسی سے ملیں تو آپ کے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔ مسکراہٹ سے دوستانہ رویے کا احساس ہوتا ہے۔ ہاتھ ملائیں تو مضبوطی سے۔ اس وقت تک ہاتھ نہ چھوڑیں جب تک دوسرا نہ چھوڑے۔
- کم بولیں، زیادہ سنیں۔ دوسروں کو بات کرنے پر اکسائیں۔ بات زیادہ تر ان کے بارے میں ہو۔
- شکایات نہ کریں، الزام نہ دیں اور نہ تنقید کریں۔ اگر تنقید کرنا ناگزیر ہو تو جلدی نہ کریں، تنقید سے پہلے تعریف کریں۔ اگر کسی کو سمجھانا ضروری ہو تو علیحدگی میں سمجھائیں۔
- مہربان اور شفیق بنیں۔
- دوسرے لوگوں کے رویوں اور کردار کا روشن پہلو تلاش کریں۔

- سچی اور دل سے تعریف کریں۔
- اپنی غلطی کا اعتراف کریں، معذرت کریں۔ دوسروں کی غلطی کو معاف کر دیں۔
- گفتگو کریں مگر بحث و مباحثہ میں نہ پڑیں۔
- وعدے کو پورا کریں۔
- لوگوں کا شکریہ ادا کریں، مگر لوگوں سے شکریہ کی توقع نہ کریں۔
- قابل بھروسہ اور وفادار ہوں۔ تاکہ لوگوں آپ پر بھروسہ اور اعتماد کر سکیں۔
- مخلص اور ایمان دار بنیں۔
- عاجزی اور انکساری اختیار کریں، انکساری کے بغیر خود اعتمادی تکبر ہے۔
- دوسروں کا خیال رکھیں، ان کو اہمیت دیں۔
- دوست بنیں۔ دوستی قربانی مانگتی ہے، خود غرضی دوستی کو تباہ کر دیتی ہے۔
- ہمدردی اور قدر شناسی کا اظہار کریں۔ سوچیں کہ اگر دوسرا شخص مجھ سے اس طرح کا سلوک کرے تو میں کیا محسوس کروں گا۔
- اپنی اور دوسروں کی عزت کیجئے۔ آپ عموماً عزت دے کر دوسروں سے عزت حاصل کر سکتے ہیں۔
- باوقار بنیں، چھپوڑے اور غیر سنجیدہ نہ بنیں۔

جاذب نظر شخصیت:

- جاذب نظر شخصیت کے لیے ضروری ہے کہ آپ منفی خصوصیات سے اپنے آپ کو بچائیں ان میں چند یہ ہیں جیسے

- لب و لہجہ کی لاپرواہی اور تحکمانہ انداز
- اپنی باری سے ہٹ کر بولنا۔
- اپنا ذکر بار بار کرنا۔
- بن بلائے مہمان بن جانا۔
- بے ہودہ اور پوچ سوال کرنا۔
- محفل میں ذاتی اور نجی گفتگو کرنا، جو دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہو۔
- بے وقت دوسروں کے گھر میں جانا۔
- دوسرے لوگوں کی ذات اور ان کی جماعت پر کڑی نکتہ چینی کرنا
- دوسروں کے خیالات کو اعلانیہ چیلنج کرنا۔
- اپنے دوستوں کے سامنے دوسرے لوگوں کے متعلق برے خیالات کا اظہار کرنا۔
- مخالف کو نظریاتی اختلاف کی وجہ سے گالیاں دینا۔
- ہر وقت حکومت یا مذہب پر نکتی چینی میں مشغول رہنا۔
- طنزیہ گفتگو کرنا، دوسروں کو نیچا دکھانا۔
- حسد اور رقابت محسوس کرنا۔
- بد مزاجی، غصہ اور غضب کا اظہار کرنا۔
- خود غرض ہونا۔ ہمیشہ صرف اپنے مفاد کا خیال رکھنا۔
- الزام تراشی اور گالی گلوچ وغیرہ

ہمدردی:

کامیاب لیڈر کو اپنے پیروکاروں سے دلی ہمدردی ہونی چاہیے۔ وہ ان کو اور ان کے مسائل کو سمجھتا ہو۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہو اور ان کا حقیقی خیر خواہ ہو۔

مسل سیکھنا:

یہ لوگ ہر مرحلے پر سیکھتے رہتے ہیں۔ اس کے لیے مطالعہ کرتے ہیں، کورسز اور کلاسز میں شرکت کرتے ہیں۔ دوسروں کو سنتے ہیں۔ وہ مسلسل اپنی استعداد کا دائرہ کار وسیع کرتے رہتے ہیں۔ اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کرتے ہیں، نئی مہارتیں اور ہنر سیکھتے ہیں، زیادہ علم حاصل کرتے ہیں۔

خدمت خلق:

اچھی لیڈر شپ کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ وہ خدمت خلق کے لیے وقف رہتے ہیں۔ ہر وقت خدمت خلق کے لیے وہ کمر بستہ رہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ دوسروں کے لیے سوچتے ہیں۔

مثبت رویہ:

ان کا رویہ ہمیشہ مثبت، حوصلہ افزا اور پُر امید ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ خوش فہم اور خوش گمان ہوتے ہیں۔ مایوسی، ناامیدی اور حوصلہ شکنی کو قریب نہیں پھینکنے دیتے۔ ان کا جذبہ پُر جوش، پُر امید اور پُر عزم ہوتا ہے۔ یہ لوگ بدترین حالات میں امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ لیڈر ہمیشہ جیتنے کا سوچتا ہے۔

رحم دلی:

مقبول لیڈر شپ کے لیے رحم دلی، ہمدردی اور لطف و عنایت بنیادی اوصاف ہیں۔ یہ لوگ سنگ دلی سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ یہ رحم دل، ہمدرد اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں، ان سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔

صبر و تحمل:

افراد اور لائحہ عمل دونوں کے لیے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا جائے۔ کامیاب لیڈر پیروکاروں کی طرف سے پیدا کی جانے والی مشکلات، کوتاہیوں اور ناکامیوں کے باوجود صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ عارضی رکاوٹوں اور مزاحمت کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی بجائے چٹان کی طرح ڈٹ جاتے ہیں۔

پُر جوش ہونا:

اچھے لیڈر نہ صرف اپنے مقصد کے حصول کے لیے پُر جوش ہوتے ہیں بلکہ اس جوش و خروش کو اپنے پیروکاروں کی طرف منتقل کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ جوش و خروش کے بغیر کوئی بھی عظیم مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

استقامت:

کامیاب لیڈر شپ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس وقت تک اپنی کوشش جاری رکھے جب تک گول حاصل نہ ہو جائے۔ ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے بغیر کوئی بھی عظیم مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

قوت برداشت:

دنیا میں سب سے بڑی قوت، قوت برداشت ہے۔ قوت برداشت کے بغیر کوئی لیڈر بڑا لیڈر نہیں بن سکتا۔ برے حالات، بری باتیں، سب کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھنی چاہیے۔

معتدل مزاجی:

لیڈر کو جذباتی لحاظ سے معتدل ہونا چاہیے۔ حالات چاہے کیسے بھی کیوں نہ ہوں وہ جذباتی کی بجائے معتدل ہو۔ نہ بہت غصیلا اور نہ ہی بے حس۔

عزت نفس:

کامیاب لیڈر اپنے ساتھیوں اور کارکنوں کی عزت نفس کا بہت خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔

متحرک کرنے کی صلاحیت:

اچھے لیڈر دوسروں کو متحرک کرنے، جوش دلانے، ترغیب دینے، اکسانے اور کام کی طرف مائل کرنے والے ہوتے ہیں۔ کسی کو کام کرنے کے لیے متحرک کرنے کے عموماً دو طریقے ہیں:

- ① سب سے زیادہ استعمال ہونے والا محرک خوف ہے مثلاً ملازم نوکری ختم ہو جانے کے خوف سے کام کرتے ہیں، یہ ایک منفی محرک ہے۔
- ② بہت سے لوگ انعام اور شاباش کے لیے کام کرتے ہیں، یہ مثبت محرک ہے۔ انعام کی کئی صورتیں ہوتی ہیں:

- مالی فوائد
 - احساس تحفظ
 - عزت و احترام
 - کامیابی کا احساس
 - فخر کا احساس
 - معاشرتی پسندیدگی
 - احساس ذمہ داری
 - شناخت
 - تعریف و تحسین
- ایک اچھا لیڈر مثبت محرک کے مندرجہ بالا وجوہات کی مدد سے لوگوں کو متحرک کرتا ہے۔



اظہار خیال اور حسن سلوک کے بنیادی اصول

کامیاب لوگ صرف وہ نہیں جو زیادہ سے زیادہ فنی مہارت یا اہلیت رکھتے ہیں بلکہ جس کے پاس اس کے ساتھ ساتھ اظہار خیال، حسن سلوک، لیڈر شپ اور لوگوں میں جذبہ بڑھانے کی قابلیت بھی ہو، تو اس شخص کی کارکردگی مثالی ہوتی ہے۔

حسن سلوک کے بنیادی تین طریقے

ہر دل عزیزی، سیرت اور کاروبار کی بہتری اور آمدنی کا بہت زیادہ انحصار لوگوں سے حسن سلوک کی مہارت پر ہے۔

اصول ①: تنقید، نکتہ چینی اور شکوہ شکایت سے اجتناب کریں!

جتنے ہم تعریف کی خواہشمند ہوتے ہیں اتنا ہی ہم مذمت سے خوف کھاتے ہیں۔ کسی کو صرف سرزنش کرنا بوقونی کے سوا کچھ نہیں۔ انسان خواہ کتنا ہی قصور وار کیوں نہ ہو وہ اپنا ذاتی محاسبہ کرنے سے پہلو تہی کرے گا۔

اصول ②: سچی پُر خلوص تعریف اور حوصلہ افزائی کیجئے!

لوگ تعریف و تحسین کے اتنے ہی بھوکے ہوتے ہیں جتنے خوراک کے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے اہل و عیال اور ماتحت کو ایک دن کا فاقہ کراڈالیں، تو وہ اس کو بہت بڑا جرم خیال کریں گے لیکن وہ اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کو ایک دن تو کیا،

مہینوں بلکہ ساری عمر پر خلوص دلجوئی سے محروم رکھیں گے اور اسے جرم خیال نہیں کریں گے۔

اصول ۳: دوسرے شخص میں خواہش بیدار کیجئے!

اپنی مرضی کے مطابق کسی کے کام لینے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ اُس بندے میں اُس کام کرنے کی خواہش پیدا کریں جو آپ اُس سے لینا چاہتے ہیں۔

نفیسات کے اصول ہیں کہ ہمارے ہر فعل کے دو محرک ہوتے ہیں، جنسی خواہش اور بڑا بننے کی اُمنگ۔ انسانی فطرت کی سب سے بڑی خواہش اہم بننے کی اُمنگ ہے۔

امریکہ کے ایک دولت مند اور کمپنی کے مالک چارلس شواب کہتا ہے:

“میرا سب سے بڑا سرمایہ میری وہ قابلیت ہے جس کے ذریعے میں لوگوں میں اُمنگ پیدا کرتا ہوں۔ کسی شخص کے جوہر کو ابھارنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے تعریف و تحسین اور حوصلہ افزائی۔ کسی آدمی کی اُمنگوں کو ختم کرنے کے لیے اس طرز عمل کی نقطہ چینی سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ میں کبھی کسی پر نقطہ چینی نہیں کرتا، لوگوں میں کام کی تحریک پیدا کرنا میرا فرض ہے لہذا میں عیب جوئی سے نفرت کرتا ہوں اور اگر مجھے کسی کی کوئی بات پسند آجائے تو میں جی بھر کے داد دیتا ہوں اور دل کھول کر تعریف کرتا ہوں۔”

الغرض جو کوئی اس اصول پر عمل کرے گا ساری دنیا اس کے ساتھ ہوگی جو نہیں کرے گا اسے تنہا چھوڑ دیا جائے گا۔

لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے، پسندیدہ ٹھہرنے
کے چھ طریقے:

اصول ①: دوسرے لوگوں میں سچی دلچسپی لیجئے!

ایک آدمی دوسرے لوگوں میں سچی دلچسپی لے کر دو ماہ میں اس سے کہیں زیادہ دوست بنا سکتا ہے جتنے وہ دو سال میں دوسروں کو اپنی ذات میں دلچسپی لینے پر مجبور کرتا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا اس شخص کو کرنا پڑتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی جس سے نقصان پہنچتا ہے، جو اپنے بھائی بندوں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا اور ایسے لوگ ہی، بنی نوع انسان کی ناکامیوں کا سرچشمہ ہیں۔

اصول ②: مسکرائیے!

مسکراہٹ جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی ہے۔ آپ مسکرائیں تو دوسرے بھی مسکرائیں گے، مسکرانے سے رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ لوگوں سے ملتے وقت مسکرائیں۔ آپ کے پہلے تاثر کی بنیاد اچھے الفاظ، اچھی ظاہری شکل و صورت اور سچی مسکراہٹ ہے۔ سچی مسکراہٹ ایک بدترین انسان کے دل کو بھی نرم کر دیتی ہے۔ ایک مسکراہٹ بہترین کالنگ کارڈ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مسکراہٹ کو صدقہ قرار دیا ہے چینی کہاوت ہے کہ جو آدمی ہنس مکھ نہیں اُسے دکان نہیں کھولنی چاہیے۔

اصول ۳: نام لے کر پکاریں!

یاد رکھیے کہ کسی شخص کے لیے اس کا نام اس کے لیے سب سے زیادہ اہم ترین اور میٹھی آواز ہے۔ لہذا لوگوں کے نام جانیں، انہیں یاد کریں پھر ان کو ان کے نام کے ساتھ نہایت احترام کے ساتھ مخاطب کریں۔ اچھے خوشگوار تعلقات کے لیے لوگوں کو ان کے نام سے پکاریں۔

اصول ۴: اچھا سامع بنیے!

دوسروں کو ان کی ذات سے متعلق باتیں کرنے کا موقع دیجئے! جو آدمی آپ سے بات کر رہا ہے اس کی بات پر پوری توجہ دینا ضروری ہے کہ اس سے بڑی خوشامد کوئی نہیں۔ یاد رکھیے آپ کا مخاطب آپ کے مسائل کی نسبت اپنے مسائل، اپنی ضروریات اور اپنی ذات میں ہزار درجہ زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔ اگر سننے والا صبر و سکون اور ہمدردی سے دوسرے کو سنے، تو برے سے برا نکتہ چین بھی ڈھیلا اور نرم پڑ جاتا ہے۔

اصول ۵: دوسرے شخص کی بات میں دلچسپی لیجئے!

لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے لوگوں کی باتیں توجہ سے سنیے!۔۔۔ لوگوں کی اپنی ذات کے بارے میں گفتگو کرنے پر اُکسائیے! کسی آدمی کے دل میں گھر کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق گفتگو کی جائے جنہیں وہ بہت زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ یہ جاننے کی زحمت کرنی چاہیے کہ وہ

کس کام میں دلچسپی رکھتا ہے اور کس چیز کے متعلق بات کر کے خوش ہوتا ہے۔

اصول ⑥: دوسرے شخص کو اس کی اہمیت کا احساس دلائیے

اور تہہ دل سے اسکی اہمیت تسلیم کیجئے!

انسانی تعلقات کا ایک اہم قانون یہ ہے کہ دوسرے شخص میں ہمیشہ احساس اہمیت پیدا کیجئے۔ انسانی فطرت کی سب سے بڑی خواہش اپنی ذات کو اہمیت دینا ہے۔ دوسرے کے دل میں گھر کرنے کا یقینی طریقہ یہ ہے کہ اسے بڑی احتیاط سے یہ باور کرایا جائے کہ آپ کی شخصیت بڑی ہے اور ہم دل سے مانتے ہیں۔ بقول عیسیٰ علیہ السلام: “دوسروں کے ساتھ ایسے ہی سلوک کرو جیسے سلوک کی توقع تم ان سے رکھتے ہو۔”

لوگوں کو ہم خیال بنانے کے بارہ اصول:

اصول ①: آپ بحث و تکرار سے جیت نہیں سکتے!

حجت بازی سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے۔ کوئی غلط فہمی بھی دلیل بازی سے ختم نہیں ہوتی اس کے بجائے حکمت عملی، حسن سلوک، سمجھوتے اور حریف کے نقطہ نظر کو ہمدردی سے سمجھنے کی کوشش سے دور ہو سکتی ہے۔ نفرت، نفرت سے ختم نہیں ہوتی بلکہ محبت سے مٹی ہے۔

اصول ②: دوسرے شخص کے نقطہ نظر کا احترام کیجئے۔ کسی سے

یہ نہ کہیے کہ وہ غلطی پر ہے۔

اپنی گفتگو کا آغاز بھی یوں نہ کریں کہ ”میں آپ کو ثابت کر کے دکھاؤں گا“ یہ تو ایک کھلا چیلنج ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو آپ کے خیال میں غلط ہو تو آپ اسے اس طرح کہے کہ ”میں غلطی پر ہو سکتا ہوں“ ”اگر میں غلط کہوں تو اصلاح کیجئے“، ان فقروں میں سچ سچ جا دو ہے۔ دوسرے لفظوں میں اپنے خریدار، خاوند، بیوی یا مخالف سے جھگڑامت مول لیجئے، اسے یہ نہ بتائیے کہ وہ غلطی پر ہے، اسے برا سمجھتے نہ کیجئے۔ بس ذرا سی حکمت عملی سے کام لیجئے اور اسے اتنا موقع دیں کہ وہ اپنی غلطی خود بخود تسلیم کر سکے۔

اصول ۳: آپ سے غلطی ہو جائے تو فوراً اعتراف کریں،

فیاضانہ طور پر تسلیم کر لیجئے!

اپنی چھوٹی سے چھوٹی خطا کو بھی مان لیجئے جو بظاہر آپ ہی سے سرزد ہوتی ہو۔ پر اے لبوں سے اپنی برائی سننے سے اپنی زبان سے اپنی مذمت سن لینا زیادہ آسان ہے۔ اپنی غلطی کے اعتراف پر ہمارے مخالف کا رویہ بناوے فیصد فیاضانہ ہوگا۔ ہر نادان اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ دانناں جو اپنی غلطی تسلیم کر لیتا ہے وہ یقیناً غیر معمولی قابلیت کا مالک اور عام لوگوں سے بلند تر ہوتا ہے۔

اصول ۴: گفتگو ہمیشہ دوستانہ انداز میں شروع کیجئے!

اگر کسی شخص کا دل آپ کی طرف سے عداوت اور نفرت سے بھرا ہو تو آپ اسے دنیا بھر کی منطق سے بھی اپنا ہم خیال نہیں بنا سکتے لیکن اگر ہم ان سے نرمی اور دوستانہ طریقے سے پیش آئیں، ان کے ساتھ نرم مخلصانہ رویہ اختیار کیے رکھیں تو انہیں اپنا ہم خیال بننے پر مائل کیا جاسکتا ہے۔ مہربانی، دوستانہ رویہ اور تحسین، دنیا بھر کے غصیلے الفاظ میں لوگوں کے طرز عمل کو بہت جلد بدل دیتے ہیں۔ جسے کھانے کو شہد ملے وہ زہر کیوں کر کھائے۔

اصول ⑤: دوسرے شخص کے منہ سے گفتگو کے آغاز میں ہی ”ہاں“ کہلوایئے!

لوگوں کے ساتھ ایسی باتوں سے اپنی گفتگو کا آغاز نہ کریں جن پر انہیں آپس سے اختلاف ہو بلکہ جن باتوں میں اتفاق ہو آپ ان پر زور دیجئے۔ دوسرے شخص کو اپنی گفتگو کے آغاز ہی میں ”ہاں ہاں“ کہنے پر مائل کر لیجئے، اس لیے شروع شروع میں ہی اگر ہم دوسرے شخص کی زبان سے جتنی زیادہ مرتبہ ”ہاں“ نکلوائیں گے، اتنی ہی زیادہ آسانی سے اپنی تجویز منوالینے پر مائل کر لیں گے۔

اصول ⑥: دوسرے شخص کو زیادہ سے زیادہ بات کرنے کا موقع دیجئے!

اکثر لوگ دوسروں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو خود حد سے زیادہ باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے، یہ طریقہ خطرناک ہے۔ جب تک وہ اپنے امڑتے ہوئے خیالات کو اگل نہیں لیتا آپ کی بات پر ہر گز کان نہ دھرے گا۔ اس لیے صبر و تحمل اور فراخ دلی سے اس کی باتیں سنئے۔ اس کی باتوں میں گہری دلچسپی کا اظہار کیجئے، اسے اپنا خیالات پوری طرح بیان کرنے پر اکسائیئے۔

اصول ⑦: اگلے شخص کو یہ احساس دلائیں، اپنا خیال دوسرے شخص پر

اس طرح ظاہر کریں کہ وہ یہ محسوس کرے کہ آپ کا پیش کردہ خیال درحقیقت اس کا اپنا ہے، گویا یہ خیال اسی کے ذہن کی پیدوار ہے۔

اپنے خیالات دوسروں کے گلوں میں زبردستی ٹھوسنا برا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ صرف تجویز پیش کریں تاکہ دوسرے شخص کو خود بخود نتیجہ نکالنے کا موقع مل سکے۔

اصول ۸: بڑی ایسنداری کے ساتھ چیزوں کو دوسرے شخص کے نقطہ نظر سے دیکھنے کی کوشش کریں!

یاد رکھیے کہ آپ کا مخاطب سراسر غلطی پر ہو سکتا ہے لیکن وہ اپنے آپ کو ایسا ہرگز نہیں سمجھتا، لہذا اس کی مذمت نہ کیجئے۔ مذمت تو ہر بیوقوف کر سکتا ہے بلکہ دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ سمجھ دار، متحمل مزاج اور اعلیٰ صفات کے افراد دوسروں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک لمحے کے لیے اپنی آنکھیں بند کریں اور تمام معاملے پر دوسرے کے نقطہ نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کریں۔

اصول ۹: دوسروں کے خیالات اور خواہشات کے متعلق آپ کا رویہ ہمدردانہ ہونا چاہیے۔

دلیل بازی کا خاتمہ کر کے دوسروں کو ایسا خوش کر دے کہ وہ آپ کی بات پوری توجہ سے سنیں۔ لہذا اپنی گفتگو کا آغاز یوں کیجئے، ”آپ جس طرح محسوس کرتے ہیں، آپ اس میں حق بجانب ہیں۔“ اگر میں بھی آپ کی جگہ ہوتا تو ایسا ہی محسوس کرتا۔ یہ فقرہ جھگڑالو سے جھگڑالو آدمی کو بھی رام کر دے گا۔ علم نفسیات کے مطابق، بنی نوع انسان کی عالمگیر خواہش ہمدردی ہے۔

اصول ۱۰: لوگوں کے نیک جذبات کو متاثر کیجئے!

فطری طور پر ہر شخص کے کسی بھی فعل کے دو اسباب ہوتے ہیں: ایک تو یہ کہ وہ کوئی کام اس لیے کرتا ہے کہ وہ اس کام کو اچھا سمجھتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ کام واقعی اچھا ہوتا ہے۔ لہذا لوگ نیک مقاصد کو پسند کرتے ہیں، اس لیے لوگوں کو بدلنا ہو تو ان کے جذباتِ حسنہ کو متاثر کریں۔

اصول ۱۱: اپنے خیالات کو ڈرامائی انداز میں پیش کیجئے!

آج کا دور ڈرامائی دور ہے، محض سچ بولنا کافی نہیں۔ سچ کو واضح، دلچسپ اور ڈرامائی انداز میں بیان کرنا ہوگا، آپ کو اپنی ڈرامائی اہلیت سے کام لینا ہوگا۔ فلم اور ٹیلیوژن والے ایسا ہی کرتے ہیں، یعنی اپنی بات اور کام کو اچھے طریقے سے پریزنٹ کرنے کا دور ہے۔ اصل حقائق لوگوں کے سامنے، زیادہ وضاحت، زیادہ دلچسپ اور زیادہ مؤثر طریقے سے پیش کرنا ہے۔

اصول ۱۲: دوسرے شخص کی صلاحیتوں کو لاکاریئے!

لوگوں کی مردہ روحوں کو متاثر کرنے کا یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے کہ ان میں دوسروں پر سبقت لے جانے کی خواہش پیدا کی جائے۔ دوسروں سے آگے نکل جانے کی خواہش لوگوں کے لیے میدان میں کود پڑنے کی لکار ثابت ہوتی ہے۔



لیڈر بنیے! بنیادی نو اصول:

لوگوں کے جذبات کو ٹھیس بھی نہ پہنچے، وہ ہم سے ناراض بھی نہ ہوں اور ہمارے حسب منشاء بدل بھی جائیں۔ اس کے بنیادی نو اصول ہیں۔

اصول ①: اپنی بات، دوسرے شخص کو پُر خلوص تعریف و تحسین سے شروع کیجئے!

یہ نفسیاتی امر ہے کہ اپنی خوبیوں کی تعریف سن لینے کے بعد ناخوشگوار باتیں ذرا آسانی سے برداشت ہو جاتی ہے۔

اصول ②: لوگوں کی توجہ ان کی غلطیوں کی طرف بالواسطہ مبذول کرائیے!

بہت سے لوگ اپنی تنقید کا آغاز تعریف و تحسین سے شروع کرتے ہیں اور آخر میں ایک تنقیدی نقطہ پر آکر اس طرح ختم کر دیتے ہیں کہ لوگوں کے جذبات کو ٹھیس بھی نہ پہنچ سکے۔

اصول ③: دوسروں پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے اپنی غلطیوں کا ذکر کیجئے!

انکساری اور تعریف کا صحیح استعمال ہو تو یہ معجزہ دکھا سکتی ہے۔

اصول ۴: حکم چلانے کی بجائے سوال کیجئے!

دوسرے کے سامنے تجویز پیش کریں حکم نہ چلائے۔ اس طریقے سے لوگ اپنی غلطیاں بلا جھجک ٹھیک کر لیتے ہیں۔

اصول ۵: دوسرے شخص کو شرمندگی سے بچائیے!

دوسرے لوگوں کے سامنے بچوں یا ملازمین پر تنقید کرتے ہیں اور ذرا خیال نہیں کرتے کہ اس سے ان کی خودی کو کتنی ٹھیس پہنچی ہوگی۔ لہذا دوسرے کو شرمندگی سے بچانا اہم بات ہے۔ لیکن ہم میں سے کتنے لوگ اس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔

اصول ۶: تعریف کیجئے!

معمولی سے معمولی ترقی کی بھی تعریف کیجئے اور ہر اصلاح کو سراہیئے، دل کھول کر داد دیجئے اور جی بھر کر قدر دانی کیجئے! چنانچہ زیادہ پُراثر لیڈر بننے کے لیے یہ اصول اپنائیئے۔

اصول ۷: ہر شخص کی تعریف کیجئے تاکہ وہ اس تعریف کے

معیار پر پورا اترنے کی کوشش کرے۔

کہادت ہے کہ برے کو برا کہیے اور خواہ اسے پھانسی پر لٹکا دیجئے اس کی اصلاح نہ ہوگی لیکن برے کو اچھا کہیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے۔

اصول ⑧: حوصلہ افزائی کیجئے! غلطی کو قابل اصلاح باور

کرایئے!

دوسرے سے کہیے۔ یہ کام تمہارے لیے زیادہ مشکل نہیں، تم میں صلاحیت موجود ہے۔ تو یقین جانئے کہ وہ راتوں کی نیند حرام کر کے اپنی اصلاح کی سر توڑ کوشش میں لگ جائے گا۔

اصول ⑨: دوسرے سے کام اس طرح لیں کہ وہ اسے بخوشی کرے۔

آپ کسی دوسرے شخص کے سامنے کوئی کام کرنے کی تجویز اس طرح پیش کریں کہ اگلا اس کو خوشی سے قبول کر لے۔

ابو معاویہ محمد ایاز درانی

جامعہ تبلیغ القرآن یوسف آباد پشاور

اختتام تحریر: ستمبر 2018ء



مآخذ اور مزید مطالعہ کے لیے کتب

- کامیابی کے اصول پروفیسر ارشد جاوید
- کامیابی کن لوگوں کو ملتی ہے پروفیسر ارشد جاوید
- کامیابی انور غازی
- زندگی ایسے گزاریں (سیریز) انور غازی
- زندگی سے لطف اٹھائیے دکتور محمد عبدالرحمن العریفی
- مؤثر اور کامیاب شخصیت محمد بشیر جمعہ
- شاہراہ زندگی پر کامیابی کا سفر محمد بشیر جمعہ
- پرائر لوگوں کی سات عادات سٹیفن آر کووے (مترجم)
- بیٹھے بول میں جادو ہے ڈیل کارنیگی (مترجم)
- کامیابی کا پیغام قاسم علی شاہ
- اپنی تلاش قاسم علی شاہ
- کامیاب لوگوں کی کامیابی کا راز مفتی اختر حسین بہاولپوری
- علماء کو جدید دور کا چیلنج مفتی اختر حسین بہاولپوری
- پاجاسراغ زندگی مولانا سید ابوالحسن علی قدوی
- کامیاب زندگی خالد رحمن۔